٤،٦٤

بسم الله الرحمن الرحیم

شمع سحر

نماز تہجد اوراس کی فضیلت

تالیف: سید احمد فہری

نام کتـــاب	. شمع سحر درفضیلت‌احکام‌وآداب نمازشب
نویسنده	. سید احمد فهری
تعداد نســخ	۱۰۰۰۰.
تاریخ چاپ	. تابستان سال ۱۳۶۶
چـــاپ	. اول
مترجم	. حسن شاکری " از فارسی به اردو"
چاپخانه	. بهمـــن
ناشـــر	. بنیاد اندیشه اسلامی

نام کتـاب	. شمع سحر ، تہجد اوراس کی فضیلت
مصنـــف	. سید احمد فہری
تعداد	. ایک ہزار
تاریخ طبــع	. ۱۳۶۶ ھجری شمسی
طبـــــع	. اول
ترجمــــــہ	. حسن شاکری
مطبـــــع	. بہمـن
ناشـــــر	. بنیاد اندیشہ اسلامی

عرض ناشر

محترم قارئین!

یہ کتاب جو آپ مطالعہ فرما رہے ہیں، بنیاد اندیشہ اسلامی کے مترجمین کے ذریعے ترجمہ کی گئی ہے۔ اس ادارے کی یہ کوشش ہے کہ وہ معارف اسلامی کی ثقافت پر تصنیف شدہ ان شاہکار کتابوں کو جو عالم اسلام کے مشہور اور جانے پہچانے مصنفین کے زور قلم کی نمونہ ہیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرے تاکہ دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے ہمارے مسلمان بھائی، بہن اور اسی طرح حقیقت کی جستجو میں رہنے اور اسلام سے دلچسپی رکھنے والے غیر مسلم افراد بھی ان سے مستفید ہو سکیں اور انھیں ان کے ذہن میں ابھرنے والے سوالات کا جواب مل سکے۔

آپ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ معارف اسلامی کی ثقافت چونکہ اپنے ان مخصوص الفاظ اور اصطلاحات سے پر ہے جو ہماری خدائی کتاب، قرآن کریم سے اخذ کئے گئے ہیں، لہذا ہر زبان میں ان کا ایسا مترادف اور بدل تلاش کرنا جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے صحیح مفہوم اور معنی کو بھی بیان کر سکتا ہو۔ ایک بہت مشکل کام ہے۔ چنانچہ بعض جگہوں پر ترجمہ کرتے وقت کچھ الفاظ کو ان کی اصل شکل یعنی قرآنی اور عربی شکل میں ہی رہنے دیا گیا ہے اور کتاب کے اختتام پر بطور مختصر ان کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ انشاء اللہ اس کتاب کے مطالعہ سے دیگر اسلامی مضامین اور مطالب کا سمجھنا آپ کے لیے بتدریج آسان ہو جائے گا۔ ویسے ہماری ایک گزارش ہے کہ اگر آپ کی اپنی زبان میں اس کتاب میں استعمال ہونے والے اسلامی الفاظ اور اصطلاحات کا کوئی دوسرا ان سے بہتر مترادف اور بدل موجود ہو تو ہمیں اس سے مطلع کرنے میں دریغ نہ فرمائیں۔ انشاء اللہ بعد کے ایڈیشن اور شائع ہونے والی دوسری کتابوں میں ہم آپ کے تجویز کردہ الفاظ اور اصطلاحات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ مہربانی فرما کر کسی لفظ کا مترادف بھیجتے وقت کتاب کا نام اور صفحہ، جہاں پر کردہ لفظ استعمال کیا گیا ہے، لکھنا نہ بھولئے گا۔

تہران . . . . . تاریخ

مسلمانان عالم کے مکمل اتحاد کا آرزومند

بنیاد اندیشہ اسلامی

عرض مترجم :

ملت ایران جو صدیوں سے شرق و غرب کی مکروہ تہذیب میں یوں ڈھل چکی تھی کہ جسے گناہ و معصیت بھی ایک رواج کی حیثیت سے دکھائی دینے لگے تھے عشرت کدے آباد تھے۔ عریانی اور شہوت پرستی کا بازار گرم تھا۔ غرضیکہ ایک فرعون وقت نے اس امت مسلمہ کو بالکل ہی مدہوش اور پرلے درجے کا عیاش بنا دیا تھا۔ ایسے میں ضرورت تھی کہ ایک موسیٰ وقت آ کر اس امت کو فرعون کے چنگل سے نجات دلائے اور اس قوم کی روحانی بیماریوں کا علاج کرے۔

چنانچہ خالق کردگار نے اس ملت پر احسان کیا اور امام خمینی جیسا عظیم رہبر عطا کیا کہ جس نے نہ صرف فرعون زمانہ کو نکلنے پہ مجبور کر دیا بلکہ ایک طبیب کی حیثیت سے اس ملت کی روحانی بیماریوں کا یوں علاج کیا کہ جس سے عشرت کدے عبادت کدوں میں تبدیل ہو گئے۔ شہوت پرستی اور شراب جیسے نشوں میں بدمست نوجوان جہاد اور شہادت جیسی عظیم تمنا میں سرمست نظر آنے لگے۔ عریانی و فحاشی سیاہ چادروں میں تبدیل ہو کے رہ گئی .... یوں لگتا ہے کہ ان نوجوانوں کے دلوں اور ان کی آنکھوں سے ٹپکنے والے شرارے نہ صرف بیت المقدس سے اسرائیلی جڑ توڑ۔ بیت الحرام سے سعودی کیڑے اور کربلا سے صدامی سوروں کو نکال باہر پھینکیں گے بلکہ ساری دنیا کے مستضعفین کو ظلم و بربریت سے نجات دلا کر ایک مرتبہ پھر ممبر غدیر سجائیں گے اور اس عظیم انقلاب کو منتقم آل محمد (عجل اللہ فرجہ) کے حوالے کر کے ہی دم لیں گے۔

ملت ایران جان پہ کھیلتے ہوئے ظلم، کفر اور استعمار کے سامنے کیوں سینہ سپر ہے؟ یہ لوگ کیوں جہاد اصغر کی تمنا میں ہیں؟ اس کی بعض وجوہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے جہاد اکبر (جہاد بالنفس) کے معرکہ کو طے کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سپاہ پاسداران محاذ جنگ پہ بھی "نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سایہ میں" کے مصداق نظر آتے ہیں۔ اس قوم نے اپنی روحانی بیماریوں کیلئے نماز تہجد جیسے نسخہ استعمال کیے ہیں۔

اور واقعاً نماز تہجد درد دل رکھنے والوں کے لیے ایک روحانی درماں ہے۔

لہٰذا جب ہم نے یہ سن رکھا ہے کہ زینب و ام کلثوم نے بے پالان اونٹوں پر بھی نماز تہجد کو یاد رکھا اور جب ہم نے عشق حسینی اور انقلاب حسینی کو زندہ و تابندہ رکھنے کا عزم کر لیا ہے تو آئیے ہم بھی اپنی روحانی بیماریوں میں نماز تہجد کا نسخہ استعمال کریں۔

بندہ حقیر نے حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید احمد فہری مدظلہ کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے نماز تہجد کے بارے وضاحت کر دی ہے۔ شاید تہجد گزاروں کے ثواب عظیم سے کچھ مجھے بھی نصیب ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوند عالم ہمارے دلوں میں وہ روحانی انقلاب پیدا کر دے کہ جس سے ہم انقلاب مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی راہ ہموار کر سکیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

العبد الاحقر :

اظہر حسن شاکری جمعتہ عالیہ قم ایران۔

۱۴۔ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ۔

فصل اوّل ۔ نماز تہجد کی فضیلت

قرآن مجید نے تہجد گذاروں اور رات بھر عبادت کرنے والوں کو دس مقامات سے زیادہ پہ یاد فرمایا ہے اور ان کے ساتھ رحمت و مغفرت کا وعدہ کیا ہے ۔ لیکن ان آیات میں سے ہم یہاں فقط ایک ایسی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جو ہماری نظر میں ان سب آیات سے اہم ترین مقام رکھتی ہے ۔ کیونکہ جب سو ہمارے پاس آجائے گا تو نوّے خود بخود ہمارے پاس موجود ہوگا

.... وہ آیت مجیدہ یہ ہے !! ....

تتجا فی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفاً و طمعاً ومما رزقناهم ینفقون فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون.

(سورۂ سجدہ پارہ ۲۱ ۔ رکوع ۱۵ ۔ آیت ۱۶)

ترجمہ : ان کے پہلو (نماز تہجد کیلئے) بستروں سے الگ رہتے ہیں ۔ وہ اپنے پروردگار سے بیم و امید کی حالت میں دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس کا ایک حصہ (جاری راہ) میں خرچ کیا کرتے ہیں ۔

پس خداوند عالم نے ایسے افراد کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے ایسی چیزیں چھپا رکھی ہیں جنھیں کوئی نہیں جان سکتا یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے

آیت مذکورہ کے اعتبار سے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ تہجد گذاروں کے لیے جو ذخیرۂ فضیلت خداوند عالم کے ہاں موجود ہے ہم تک پہنچنے والی فضیلت اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی

ولمثل هذا فلیعمل العاملون وفی ذلك فلیتنافس المتنافسون ۔

اور عہد کرنے والے دوست کی جان کی قسم " وانہ لقسم لو تعلمون عظیم "
اگر تہجد گذاروں کے دوسرے فضائل نہ بھی ہوتے اور صرف یہی ایک آیت ہو تب بھی اہل ایمان اپنے محبوب کی خلوت کیلئے اور رات کی آمد میں دن بڑی بیتابی میں گذارتے ۔ روایات کے باب میں ایک ایسی روایت پیش کی جائے گی جو ہمارے اس مطلب کی تائید کرے گی

نماز تہجّد اخبار اھل بیت کی روشنی میں :

نماز تہجد کے بارے میں روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ جنھیں اس مختصر سے رسالہ میں سمویا نہیں جاسکتا ۔ ہم یہاں تہجد سے محبت رکھنے والوں اور خاص طور پر حقیقی عشق و سوز رکھنے والے نوجوان بھائیوں کی تشویق کیلئے چند روایات کا ذکر کرتے ہیں !

۱ ۔ اقدم المحدثین شیخ صدوق رضوان اللہ علیہ اپنی کتاب مجالس میں ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں !

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ : من رزق صلوۃ اللیل من عبدا وامۃ قام للہ عزوجل مخلصاً فتوضا وضوئاً سابغاً وصلی للہ عزوجل بنیۃ صادقۃ وقلب سلیم و بدن خاشع وعین دامعۃ جعل اللہ تبارک و تعالی خلفہ تسعۃ صفوف من الملائکۃ فی کل صف مالا یحصی عددھم الا اللہ تعالی احد طرفی کل صف فی المشرق والاخر بالمغرب قال فاذا فرغ کتب لہ بعددھم درجات ۔ الخبر :

ترجمہ : رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ نماز تہجد جس کے نصیب میں ہو اور وہ پڑھنا چاہے تو خلوص سے

اٹھے اور وضوء کامل کے بعد خداوندعالم کے حضور قلب سلیم کیساتھ نیت کرے اور دھڑکتے دل اور روتی آنکھوں کے ساتھ نماز تہجد کو ادا کرے تو خداوندعالم ایسے تہجد گذار کے پیچھے فرشتوں کی نو صفیں قرار دیتا ہے اوران صفوں میں فرشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ جس کو سوائے خداوندعالم کے اور کوئی شمار ہی نہیں کرسکتا۔ ہر صف کا ایک سرا شمال اور دوسرا جنوب سے ملا ہوتا ہے۔

جب تہجد گذار نماز تہجد سے فارغ ہو جاتا ہے تو خداوندعالم انہی فرشتوں کی تعداد کے مطابق اس نمازی کے درجات بلند فرماتا ہے۔

۲ - شیخ صدوق اپنی اسی کتاب مجالس میں سلسلۂ سند کو مفضل بن عمر تک پہنچاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت مفضل نے امام صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں کہ خدا نے دنیا سے بذریعہ وحی خطاب فرمایا کہ اے دنیا !!

ان الله جل جلالـه اوحی الی الدنیا ان اتعبی من خدمك واخدمی من رفضك وان العبداذا تخلی بسیده فی جوف اللیل المظلم وناجاه اثبت الله النور فی قلبه فاذا قال یارب یارب ناداه الجلیل جل جلاله لبیك عبدی سلنی اعطك وتوكل علی اكفك ثم یقول جل جلاله لملئكته ملائكتی انظروا الی عبدی فقد تخلی بی فی جوف هذا اللیل المظلم والبطالون لاهـون والغافلون نیام اشهدوا انی قد غفرت له الخبر

ترجمہ: خداوندعالم نے دنیا سے بذریعہ وحی خطاب فرمایا کہ اے دنیا !! جو بھی تیری خدمت کرے تو اس کے لیے رنج و ناراحتی کے دروازے کھول دے اور جو تیری پرواہ نہ کرے تو اسکی خدمت گار بن جا . . . . جب بھی کوئی شخص تاریکیٔ شب میں اپنے مولا و سردار کے

ساتھ عالم خلوت میں راز و نیاز کی باتیں کرے تو خداوند عالم اس شخص کے دل میں ایک نور جاگزین کر دیتا ہے۔ جب تہجد گذار " یا ربّ یا ربّ " کی صدا بلند کرتا ہے تو خداوند لا یموت لبیک کہتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے مجھ سے مانگو تاکہ میں تجھے عطا کروں۔ اے میرے بندے مجھ پر توکل کرو میں ہی تمہارے لیے کافی ہوں۔

اس کے بعد خداوند عالم فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میرے اس بندے کی طرف دیکھو کہ یہ مجھے تاریکیٔ شب اور عالم خلوت میں یاد کر رہا ہے جبکہ بیکار اور بیہودہ لوگ لہو و لعب میں مشغول ہیں اور غافل لوگ آرام کی نیند سو رہے ہیں۔ فرشتو! گواہ رہنا میں نے اس تہجد گذار کو معاف کر دیا ہے ...... بولای تو کہ گر بندہ خویشم خوانی ۔ از سر خواجگی کون و مکان برخیزم۔

بارالہا: ہمارے سیاہ دلوں کو اپنے نور سے منور فرما۔ ہمارے دل کی آنکھیں اور کان عالم غیب سے کھول دے تاکہ ہم لذت محبت سے تیری حلاوت کلام کو سن سکیں اور تیری منشاء کو دیکھ بھی سکیں پروردگارا: ہمارے مجروح اور خفتہ بخت پر رحم فرما کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے

آخر ای پادشہ حسن و ملاحت چہ شود ۔ کز لب لعل تو ریزد نمکی بر دل ریش

۳ ۔ محدث جلیل شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ اپنی معانی، خصال اور مجالس جیسی کتابوں میں ابن عباس سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا:

" اشراف امتی حملة القرآن و اصحاب اللیل: یعنی میری امت میں سے شرافت مند وہ لوگ ہیں جو قرآن کے حافظ (قرآن کو سمجھنے والے) اور تہجد گذار ہیں۔

۴ ۔ محدث مذکور یعنی شیخ صدوق اپنے باپ سے اور وہ بسلسلۂ سند مفضل بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ مفضل کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ .....

كان فيما ناجى الله عزوجل به موسى بن عمران عليه السلام ان قال له يابن عمران كذب من زعم انه يحبني فاذا جنه الليل نام عني اليس كل محب يحب خلوة حبيبه‌ها اناذا يابن عمران مطلع على احبائي اذا جنهم الليل حولت ابصارهم في قلوبهم و مثلت عقوبتي بين اعينهم يخاطبوني عن المشاهدة و يكلموني عن الحضور **يابن عمران هب لي من قلبك الخشوع و من بدنك الخضوع و من عينك الدموع في ظلم الليل و ادعني فانك تجدني قريباً مجيباً:**

ترجمہ :- (یاد رہے کہ خداوند عالم کی طرف سے حضرت موسی ابن عمران پہ کھولے گئے رازوں میں سے ایک راز یہ بھی تھا) ..... اے عمران کے بیٹے ! .... جو لوگ رات کے وقت مجھ سے آنکھیں چراتے ہوئے مزے کی نیند سو جاتے ہیں اور ادھر میری دوستی کا بھی دم بھرتے ہیں، وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

کیا عاشق اپنے معشوق کی خلوت اور تنہائی کا خواہاں نہیں ہوتا ؟ ۔

پس جب ایسا ہے تو اے عمران کے بیٹے ! تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں وہ ہوں کہ جسے اپنے دوستوں کی پوری اطلاع ہے ۔ میں تاریکیٔ شب اور تنہائی کے عالم میں چاہنے والوں کیلئے ان کے دل کی آنکھیں کھول دیتا ہوں کہ جس سے وہ میری ذات کا ملاحظہ کرتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ جیسے ہم ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے باتیں کر رہے ہیں ۔

اے عمران کے بیٹے ! ... اگر تم نے مجھے رات کی تاریکی میں کانپتے بدن ۔ روتی آنکھوں اور دل کی گہرائیوں سے یاد کیا تو مجھے بہت ہی اپنے قریب پاؤ گے ۔

۵ ۔ عارف کامل مرحوم مرزا جواد ملکی رضوان اللہ علیہ اپنے رسالہ ٴ لقاء اللہ ٴ میں ایک روایت

نقل فرماتے ہیں کہ جسے ذکر کرنے کی ہم بھی سعادت حاصل کرتے ہیں   روایت یہ ہے :......

روی انه تعالی اوحی الی بعض الصدیقین ان لی عباداً من عبادی یحبونی فاحبهم و یشتاقون الی و اشتاق الیهم و یذکرونی و اذکرهم و ینظرون الی و انظر الیهم و ان حذوت طریقهم احببتك و ان عدلت عنهم مقتك قال: یارب وماعلامتهم؟ قال: یراعون الظلال بالنهار کما یراعی الراعی الشفیق غنمه و یحنون الی غروب الشمس کما یحن الطیر الی و کره عند الغروب فاذا جنهم اللیل و اختلط الظلام وفرشت الفرش و نصبت الاسرة وخلا کل حبیب بحبیبه نصبوا الی اقدامهم وافترشوا الی وجوههم و ناجونی بکلامی و تملقوا الی بانعامی فبین صارخ وباك ومتاوه وشاك وبین قاعدو قائم وراکع وساجد بعینی مایتحملون من اجلی وبسمعی ما یشتکون من حبی اول ما اعطیهم ثلاث :

اقذف من نوری فی قلوبهم فیخبرون عنی کما اخبر عنهم.

والثانیة: لو کانت السموات والارض وما فیها فی موازینهم لاستقللتها لهم.

والثالثة: اقبل بوجهی علیهم فتری من اقبلت بوجهی علیه یعلم احد ما ارید ان اعطیه؟:

فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے اپنے صدیقین میں سے کسی ایک کو بذریعہ وحی خطاب فرمایا اور کہا کہ بندگان میں سے میرے خاص بندے وہ ہیں کہ جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں بھی انہیں اپنا دوست رکھتا ہوں وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا اشتیاق رکھتا ہوں ۔ وہ ہر وقت میری یاد میں سرگرداں رہتے ہیں اور میں ان کی یاد میں خوش ہوں ۔ وہ مجھ پر امید کی نظریں جاتے ہیں اور میں بھی انہیں نظر رحمت سے دیکھتا ہوں اور اگر... (داؤد) .....

تم بھی انہی لوگوں کے نقش قدم پر چلے تو میں بھی تجھے دوست رکھوں گا ۔ اور اگر تم نے ان کی راہ سے ہٹ

کہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا تو تجھے اپنا دشمن بنا لوں گا۔

داؤد کہنے لگے ؛ ...... کہ اے خدایا ایسے لوگوں کی علامات کیا ہیں ؟

تو خداوند عالم نے جواب میں فرمایا ؛ .... دن کو ان کی آنکھیں یوں تھکی ہوئی محسوس ہوتی ہیں کہ جس طرح ایک مہربان چرواہا اپنے ریوڑ کی طرف دیکھ رہا ہو۔ اور غروبِ آفتاب کے انتظار میں اس طرح بیتاب رہتے ہیں کہ جس طرح پرندے شام کے وقت اپنے آشیاں کی طرف پلٹنے کی آرزو میں رہتے ہیں

" جب ہی دلہن شب اپنی سیاہ زلفیں بکھیر لیتی ہے ، بستر لگ جاتے ہیں اور بچھڑے ساتھی ایک دوسرے سے گلے مل کر سو رہے ہوتے ہیں تو اس وقت میرے بندے میری طرف قدم بڑھاتے ہیں اور اپنی پیشانی فرشِ خاک پہ رکھ کر مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں میری طرف سے عطا کی گئی نعمتوں کی بابت کبھی تو مجھ سے فریاد کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی ٹھنڈی آہیں بھرتے ہوئے مجھ سے شکایات اور سوالات کر رہے ہوتے ہیں۔

اور یہ تمام حالات کبھی بیٹھ کر کبھی کھڑے ہو کر کبھی سجدے کی حالت میں اور کبھی رکوع کی حالت میں انجام دے رہے ہوتے ہیں۔ اور میں دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ وہ میری خاطر کس قدر تحمل رکھتے ہیں اور میں سن رہا ہوتا ہوں کہ وہ میری محبت اور فراق میں کیا کیا شکایات کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو میری طرف سے تین خصوصی چیزیں عطا کی جاتی ہیں !

۱ - اپنے نور سے ان کے دلوں کو وہ روشنی عطا کر دیتا ہوں کہ جس کے نور کے سایہ میں وہ مجھ سے ایسے ہی باخبر رہتے ہیں کہ جس طرح میں ان کی خبر رکھتا ہوں

۲ - زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر ایسے لوگوں کے میزانِ عمل میں قرار دے دیا جائے تب بھی کم ہے ....

۳۔ میں ان کی طرف نگاہ رحمت سے دیکھتا ہوں اور جسے میں نظر رحمت سے دیکھوں کیا تم جان سکتے ہو کہ میں اسے کیا عطا کرتا ہوں ؟ ؎

از در خویش خدایا بہ بہشتم مفرست ۔ کہ سر کوی تو از کون و مکان ما را بس

یار با ماست چہ حاجت کہ زیارت طلبیم ۔ دولت صحبت آن مونس جان ما را بس ۔

اے خدایا ! اپنے در اقدس سے ہٹا کر مجھے بہشت نہ بھیجو کیونکہ مجھے تیری ہی یاد کافی ہے ۔ جب ہمارا محبوب ہمارے ساتھ ہو تو پھر ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ اس مونس و غمخوار کی ملاقات ہی ہمارے لیے ایک بہترین سرمایہ ہے ۔

اسی روایت مذکورہ کے بارے میں دلسوختہ پیر طریقت خواجہ عبداللہ انصاری کا وہ سخن پیش کیا جاتا ہے کہ جس سے طفل ہوسباز کا نفس بھی پند و نصیحت قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے اور ممکن ہے کہ پیر کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ بات دلوں پہ اثر انداز ہو جائے اور دل میں عشق الٰہی کی شمع پھر سے روشن ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !

اے خدا ! نجس اعضاء کو تو پانی کے ساتھ پاک کیا جا سکتا ہے لیکن اگر دل نجس ہو جائیں تو انہیں کس چیز سے پاک کیا جائے ؟

جواب ملا کہ اے داؤد ! ۔ ۔ ۔ ۔ دلوں کو حسرت و اندوہ کے پانی سے پاک کرو تاکہ طہارت کبریٰ حاصل ہو جائے ـــــــــ داؤد علیہ السلام نے کہا وہ حسرت و اندوہ کہاں سے لائیں ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ؟

جواب ملا وہ حسرت و اندوہ ہم آپ کو دیں گے بشرطیکہ شکستہ دل اور اندوہناک لوگوں کی محبت کو اپنے دامن اور دل میں جگہ دو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ داؤد نے کہا خدایا ان لوگوں کی علامات کیا ہیں ؟ ۔ ۔ ۔ ؟

تو جواب میں ارشاد ہوا یدعوننا رغبا و رھبا ۔

جو سورج کے غروب ہو جانے کی انتظار میں رہتے ہیں کہ کب یہ غروب ہو اور ہم پردۂ شب میں اپنے محبوب حقیقی سے خلوت و جلوت میں ملاقات کریں ؟ فمن بین صارخ و باک و متأوہ " ساری رات مرغ بیتاب کیطرح گریہ و سوز میں گزار دیتے ہیں اور زمین پر جبین نیاز خم کرتے ہوئے بیمار اور لاغروں جیسی آواز کیسا تھ جیسے یاربّاہ ۔ یاربّاہ جیسے الفاظ سے پکارتے ہیں۔

ایسے میں خداء جبّار کی طرف سے ندا آتی ہے کہ اے جبرائیل و میکائیل اور میرے دوسرے فرشتو! اپنی تسبیح کی آواز بند کر دو کیونکہ آپ کی تسبیح سے مجھے ان دل جلوں کی صدا زیادہ عزیز ہے یہ لوگ اگرچہ گناہ و معصیت کا بوجھ رکھتے ہیں تاہم ان کے دلوں میں ایمان کا وہ درخت موجود ہے کہ جس کے آب و مٹی میں میری یادوں کے نقوش باقی ہیں۔

وہ فرشتے کہ جنہوں نے پیدائش سے ہی بندگیٔ خدا پہ کمر باندھ رکھی ہوں اور جن کی آنکھیں فرمانِ خدا پر لگی ہیں یہ سن کر رشک کرنے لگتے ہیں اور انگشتِ حسرت منہ میں ڈال کر حیرت و تعجب سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے ؟ خدمت ہم کریں اور محبت ان سے ہو ۔ دوڑ دھوپ ہم کریں اور دیدور سیدان کیلئے ہو ؟

ان لوگوں کی تقدیر نعمت کے باعث خدا فرشتوں کو یوں جواب دیتا ہے کہ :

کہ مجھے سوز و اندوہ اور گریہ و زاری کی ضرورت ہے اور ان لوگوں ہی کے دل معدنِ سوز اور اندوہ کی کان ہیں

" کمال سوز و درد کے بغیر دین کا نام تک نہیں لیا جا سکتا " اور ....

شوقِ وصال جیسے جمال کے بغیر ایمان پہ اعتماد نہیں کیا جاتا۔

۶ - ایک اور روایت میں رسول خدا فرماتے ہیں کہ جبرائیل نے مجھے شب بیداری اور سحر خیزی کی اس حد تک سفارش اور تاکید کی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ میری امت کے برگزیدہ اور نیک اشخاص تو سونے کا نام تک بھی نہیں لیں گے

۷ - عبداللہ بن سنان روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کیلئے دنیا و آخرت میں تین چیزیں زینت اور فخر و مباہات کا باعث ہیں:
① نماز تہجد ② اس چیز سے نا امیدی جو لوگوں کے پاس ہو ③ آل محمد میں سے کسی ایک کیساتھ دوستی

۸ - امام صادق علیہ السلام ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ انسان کی طرف سے ہونے والی ہر نیکی کی پاداش اور اجر کا ذکر خداوند قدوس میں فرمایا ہے لیکن نماز تہجد پڑھنے والوں کا اجر و ثواب چونکہ بیان سے باہر ہے لہذا اس بارے میں صرف یہی کچھ اشارہ کیا ہے:
کہ ان کے پہلو خوابگاہوں اور بستروں سے دور رہتے ہیں اور وہ مجھے بیم و امید کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور جو کچھ میں نے انہیں عطا کیا ہے اس کا ایک حصہ (میری راہ) میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ کسی ایک کو بھی معلوم نہیں ہے کہ ان لوگوں کی راحت چشم اور اجر و ثواب کی پاداش میں کونسی چیز چھپا رکھی ہے۔

۹ - ابن شیخ "مجالس میں اپنی ہی سند کیساتھ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت آیہ مبارکہ "ان الحسنات یذھبن السیئات" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "صلوۃ اللیل تذھب بذنوب النھار" یعنی نماز شب دن کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

عزیزان گرامی !
عبادت اور نیکی انسان کے دل میں وہ اثر پیدا کر دیتی ہے کہ جس سے انسان کی شخصیت منور ہو جاتی ہے اور اس نور کو روشنی میں نیک اور عابد لوگ وہ کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں کہ جو دوسروں کی قسمت میں نہیں ہوتا

حتیٰ کہ ان کے دلوں میں نورانیت کا غلبہ اس قدر زیادہ ہوجاتا ہے کہ ان کے صاف اور شفاف آئینۂ دل سے عالم مثالی کی تصاویر اور مثالیں بھی نظر آنے لگتی ہیں نیز حالات و مکاشفات بھی ہاتھ آنے لگتے ہیں

اور اگر یہی شیشۂ دل حدِ کمال تک صاف ہوجائے تو مظہرِ صفاتِ حق اور انوارِ الٰہیہ کی تجلیات کا وہی دل مرکز بن جائے۔

جب یہی نورانیت ظاہراً سرایت کرنے لگتی ہے تو اس سے آدمی کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح چمکنے لگتا ہے روایات سے بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ملتا ہے

چنانچہ علل اور عیون الرضاؑ سے نقل کیا جاتا ہے کہ امام زین العابدینؑ سے سوال ہوا کہ نماز تہجد پڑھنے والوں کے چہرے زیبا اور منور کیوں ہوتے ہیں ؟

تو امام علیہ السلام نے فرمایا : کہ چونکہ انہیں پروردگار سے خلوت حاصل اور نصیب ہوتی ہے لہٰذا خدا انہیں اپنی طرف سے لباس نورانیت عطا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ان کے چہرے نمایاں نظر آتے ہیں۔

نیز امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ " صلوٰۃ اللّیل تبیضّ الوجوہ " یعنی نماز تہجد سے چہرے سفید ہوجایا کرتے ہیں۔

اسی طرح برے کاموں اور گناہوں کے آثار بھی انسان کے دل و دماغ میں مرتب اور برقرار ہوجاتے ہیں کہ جن میں سے ایک اثر دل کی سیاہی ہے کہ جس سے انہیں راہ اور چاہ کی بھی پہچان نہیں رہتی اور یہ روز بروز کی بڑھتی ہوئی شقاوت اور بدبختی انہیں جہنم تک پہنچا کے چھوڑتی ہے

حتیٰ کہ بسا اوقات تو اسی ظلمت کے آثار بدنما داغوں کی صورت میں ان کے چہروں پہ عیاں ہوجاتے ہیں کہ جس کی طرف آیۂ مجیدہ سے بھی اشارہ ملتا ہے " والذین کسبوا السیّات .... کانما اغشیت وجوھھم قطعا من اللّیل مظلماً " جو لوگ بدکار ہیں ... گویا ان کے چہرے تاریکیٔ شب سے ڈھانپ دیئے گئے ہیں

اس کے علاوہ عام اور متوسط ایمان کے مالک افراد چونکہ ان اعمال میں سے ہر ایک کے مرتکب ہوتے ہیں لھذا ان کے دل نیک و بد اعمال کے متضاد اور مختلف اثر کا مورد قرار پاتے ہیں کبھی تو ان لوگوں میں ظلمت نور پر غالب آجاتی ہے اور کبھی نور کو ظلمت پر برتری حاصل ہو جاتی ہے۔

بنابریں نماز تہجد کے نتائج اور فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دل کے شیشہ پر روزمرہ کے گناہ ظلمت کی وجہ سے پیدا ہونے والے بدنما داغ اور آثار مٹ جاتے ہیں اور آئینۂ دل صاف و شفاف نکل آتا ہے

"نماز تہجد سے چہرۂ دل معصیت کے بدنما دھبوں سے محفوظ رہتا ہے"

چنانچہ آیۂ شریفہ "کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون" کے ذیل میں معصومینؑ فرماتے ہیں کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے صفحۂ دل پر ایک سیاہ نقطہ بیٹھ جاتا ہے

پس اگر توبہ کے پانی سے صاف کر لیا تو غنیمت ورنہ دوسرا گناہ کرنے پر ایک اور سیاہ داغ پیدا ہو جائیگا اور یونہی ہوتے ہوتے آخر چہرۂ دل سیاہ تر ہو جائے گا

اسی طرح اگر یہ سلسلۂ معصیت چلتا رہا اور سیاہی پر سیاہی کی تہیں جمتی رہیں تو سارے کا سارا دل شب ظلمت کی طرح سیاہ ہو جائے گا اور یہ ایسا ہی ہے کہ جس طرح خداوند عالم فرماتا ہے

"کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون"

طغیان و عصیان اور ان تمام سرکشیوں کی بابت خداوند عالم سے پناہ حاصل کرنی چاہیے۔

روایت شریفہ کو ایک مرتبہ پھر ذکر کیا جاتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صلوۃ اللیل تذھب بذنوب النھار" نماز تہجد دن کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے

۱۵ کتاب علل میں جابر سے منقول ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو یہ

فرماتے ہوئے سنا کہ خداوند عالم نے حضرت ابراھیم کو اس لیے اپنا خلیل بنایا کہ وہ مہمان نواز اور شب

زندہ دار رہتے یعنی جب دنیا سو رہی ہوتی تھی تو وہ نماز تہجد وغیرہ میں مصروف ہوتے تھے ۔

مقامِ افسوس ہے کہ اس قسم کی تابناک عبادت کہ جو حق کی دوستی اور خلعت کی منزل تک پہنچا سکتی ہے ہم بیچارے اس کے فیض و نور اور سرور سے محروم ہیں ۔

جب خدا ارحم الراحمین نے اس قدر سعادت کے وسائل آمادہ کر رکھے ہیں اور پھر بھی ہم لوگ ان سے بہرہ مند نہ ہوں تو پھر ہم جیسا بدبخت کون ہو سکتا ہے ؟ ..... لھذا ....

امام جعفر صادق علیہ السلام ... برحسب روایت صدوق در کتاب ثواب الاعمال سلیمان دیلمی کو فرماتے ہیں اے سلیمان ! شب زندہ داری اور سحر خیزی کو ترک نہ کرنا کیونکہ فریب خوردہ شخص وہ ہے جو کہ قیام اللیل سے محروم ہو ۔

۱۱ ۔ ثواب الاعمال میں شیخ صدوق رضوان اللہ علیہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس گھر میں نماز تہجد اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہو وہ گھر آسمان والوں کے لیے اسی طرح چمکتا دکھائی دیتا ہے جیسے ستارے زمین والوں کیلئے ۔

استاد بزرگوار عارف ربانی مرحوم آیۃ ا .... حاجی مرزا جواد انصاری ہمدانی قدس .... نماز تہجد کی تشویق کی خاطر اپنے ایک شاگرد کو بارہا دفعہ ان الفاظ سے یاد فرماتے تھے کہ فلاں شخص با سواد نہیں ہے اور ایک عمومی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اگر سواد رکھتا ہوتا اور اسے کچھ علم ہوتا تو کبھی بھی نماز تہجد سے غافل نہ رہتا ۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ مرحوم نماز تہجد کیلئے اٹھے اور کیا دیکھتے ہیں کہ ھمدان کے بہت سے اور گھر بھی منبع نور بنے ہوئے ہیں ان سے نور کی اٹھتی ہوئی شعاعوں کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ ان گھروں میں بھی نماز تہجد پڑھی جا رہی ہے ۔ .... اس کے علاوہ ایک اور ایسے نور کو دیکھا کہ جس نے زمین سے

آسمان تک کی فضا کو جگمگا رکھا ہے پس وہ سمجھ گئے کہ امام زمان عجل اللہ فرجہ بھی یہاں موجود ہیں اور یہاں

کا نور با برکت ہے

۱۲ ۔ محدث جلیل القدر علامہ مجلسی، ابن ابی یعفور سے اسی کی کتاب " غایات " سے نقل

کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا :

میں آپ پر قربان جاؤں مجھے بتائیے کہ وہ کونسی گھڑی ہے کہ جب بندہ اپنے خدا سے اور خدا اپنے بندے

سے نزدیک تر ہوتا ہے ؟

امامؑ نے فرمایا کہ جب انسان آخر شب میں نماز تہجد کیلئے اٹھ کر خواب بھری آنکھوں سے وضو کیلئے

چل پڑے اور وضو کے بعد مصلیٰ عبادت پر رو بقبلہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کی صدا کو بلند کرتا ہے اور نماز کو شروع

کرتے ہوئے کلام مجید کی آیات کو تلاوت کرتا ہوا دو رکعتوں کے بعد پھر دوسری دو رکعتیں پڑھنے کیلئے اٹھ

کھڑا ہوتا ہے ۔ .... اسی عالم میں عرش کے دائیں کنارہ سے ایک ندا بلند ہوتی ہے

اے خدا کو پکارنے والے بندے : تجھ پہ خدا کا یہی ھدیہ اور بہت بڑا احسان ہے کہ کنارۂ آسمان

کو تیری ہی جانب باز کر دیا ہے اور کنارۂ آسمان سے تیرے قدموں تک کی فضا کو فرشتے بھیج کر منور کر

دیا ہے ۔

واللہ ۔ جانب خدا سے ندا آتی ہے کہ اے بندۂ مومن :

اگر تمھیں معلوم ہو جائے کہ میں کس کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف ہوں تو زندگی بھر تیرا سر سجدے سے

نہ اٹھنے پائے ۔

دانی کہ چیست دولت ؟ دیدار یار دیدن

در کوی او گدائی بر خسروی گزیدن

۱۳ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

" نمازِ تہجد "

خدا کی رضاء اور فرشتوں کی محبت کا باعث ہے۔ معرفت خدا کا نور اور پیغمبروں کی روش و سیرت ہے۔

راحت جاں اور ایمان کی جڑ ہے۔ دشمن کے خلاف اسلحہ اور شیطان کی رنجش کا سامان ہے۔

اس سے دعا حدفِ اجابت تک پہنچتی اور اعمال قبول ہوتے ہیں۔ رزق و روزی میں برکت ہوتی ہے۔

نمازِ تہجد فرشتۂ موت کے سامنے شفاعت کرتی ہے اور قبر میں چراغ و فرش کا کام دیتی ہے۔

" منکر و نکیر کیلئے جواب کی حیثیت ثابت ہوتی اور روزِ قیامت تک مونس و مددگار رہتی ہے۔

غرضیکہ قیامت کے دن یہی نمازِ تہجد ہی وہ نماز ہوگی جو سر کیلئے تاج و سایہ اور جان و تن کے لیے لباس کا کام دے گی۔ نمازِ تہجد پیشانی سے چمکتا ہوا نور ہے اور آتش جہنم اور تہجد گذار کے درمیان ایک پردہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

خداوند عالم کے حضور میں مردِ مومن کیلئے حجت اور میزانِ اعمال کی سنگینی ہے۔

پل صراط سے گزرنے کا وسیلہ اور بالآخر جنت کی کنجی ہے۔ (حدیث آگے بھی ہے)

۱۴ - رسولؐ خدا بحسب روایت کافی حضرت امیر المومنین کو وصیت کرتے ہوئے اور اس وصیت کو یاد رکھنے کی تاکید کے ضمن میں فرماتے اور دعا کرتے ہیں کہ خدایا ! اس وصیت کو یاد رکھنے میں علیؑ کی مدد فرما۔

خلاصہ یہ کہ رسولخدا (ص) کی نظرِ مبارک میں وصیت کے موارد کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کو رسولخدا کی طرف سے کی گئی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ ....

اے علیؑ ! وعلیک بصلوٰۃ اللیل وعلیک بصلوٰۃ اللیل و علیک بصلوٰۃ اللیل

یعنی نماز تہجد کیلئے مواظب رہنا۔ اس جملہ کو تین بار دہرانا اس بات کی دلیل ہے کہ رسول مقبول کی نظر میں نماز تہجد کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔

اے عزیزان محترم جیسا کہ ہم اوّل بحث میں بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ نماز تہجد کے بارے میں روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ جن کو اس رسالہ میں ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے لھذا ہم انہی چند روایات پہ اکتفاء کرتے ہیں اور قارئین کرام کیلئے مزید موجب ملال نہیں بنتے۔

اور اسی قدر کہ جیسا ہم نے کہا ہے لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وھو شھید
ہم اس بحث کو ایک بہت ہی حساس نکتہ پہ ختم کرتے ہیں کہ جسے استاد الہی حضرت آیت۔۔ امام خمینی روحی فداہ کے افاضات عالیہ سے لیا گیا ہے۔ اور وہ نکتہ یہ ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اس بعد اور استبعاد کو دور کرنا چاہیے کہ جس کی بنا پر بعض ضعیف ایمان لوگ ان روایات پہ شک کرنے لگتے ہیں کہ جو عبادت و اعمال کی پاداش اور اجر و ثواب کا ذکر کرتی ہیں۔

ایسے بے سواد لوگوں کو یہ بات بعید سی لگتی ہے کہ ایک شب بیداری کے بدلے اتنا اجر و ثواب؟ ایک درہم صدقہ دینا یا خوف خدا میں ایک قطرہ آنسو بہانے وغیرہ کا اس قدر اجر اور پاداش کیسے ممکن ہے؟ کیا عمل و جزاء میں تناسب نہیں ہونا چاہیے؟

غرضیکہ اس قسم کے لایعنی اشکالات کی بنا پہ وہ وارد شدہ روایات میں خدشہ کرنے لگ جاتے ہیں جبکہ ان لوگوں میں صحیح اور غلط روایات میں تشخیص دینے کی اہلیت و صلاحیت بھی نہیں ہوتی بلکہ ان کا کام صرف اور صرف خدشہ اور روایات میں استبعاد پیدا کرنا ہوتا ہے۔

اور اگر روایات میں خدشہ پیدا نہ کر سکیں تو پھر غیر موجہی وجوہات کا پلندہ تیار کرنے لگتے ہیں کہ جو ان کے ضعف ایمان بلکہ روز جزاء پر عدم ایمان کی کھلی دلیل ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں سے متوجہ رہنا چاہیے کہ

آیات وروایات اوراہلِ سلوک ویقین کے مکاشفات اور براہین کے مطابق ہمارے تمام تر اعمال کہ جو ہم اس دنیا میں کرتے ہیں ان کی صورت عالم برزخ اور عالم آخرت میں کچھ اور ہوگی۔

(اس مطلب کی تحقیق خود ایک علیحدہ موضوع ہے)

بنابریں اگر ایک چیز اس دنیا میں ہمیں چھوٹی دکھائی دے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عالم طبعی کے غیر میں بھی وہ حقیر اور ناچیز ہو۔

اسی طرح کسی چیز کا اس عالم میں بزرگ دکھائی دینا بھی اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ برزخ اور آخرت کی دنیا میں بھی وہ بزرگ دکھائی دے ۔۔۔۔۔لہذا۔۔۔۔۔

جب تک انسان اشیاء کے باطن اور عالم ملکوت کے ضوابط کا علم نہ رکھتا ہو کسی چیز کے بارے میں اس کی عظمت یا حقارت کے فیصلہ کا حق نہیں رکھتا کیونکہ عین ممکن ہے کہ ملکوت میں موجود ادنیٰ سی چیز درحقیقت بزرگ اور درجۂ کمال پہ فائز ہو۔

زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ ۔ شاید کہ اس کی ذات کو تو ہے یادہ پسند ۔ (از طرف مترجم)

چنانچہ رسولِ خدا کا وجودِ مقدس اور جسمانی ھیکل، عالم موجودات کی طرح عام جیسی تھی اور ظاہری اعتبار سے دوسروں کے ساتھ فرق بھی نہیں تھا لیکن بایں ہمہ ان کی روح مطہر پوری کائنات کو محیط تھا ۔۔۔۔۔۔ بہرحال کسی چیز کو چھوٹا یا بڑا کہنا اسی صورت میں ہی مناسب ہو سکتا ہے کہ جب خود انسان ان اشیاء کے باطنی فروعات سے پوری طرح آگاہ ہو۔

پس جب ہم لوگ اس قسم کے فیصلوں کی صلاحیت اور حق نہیں رکھتے تو پھر ہمارے کان اور آنکھیں فرمائشاتِ انبیاء ومعصومین کی منتظر رہنی چاہئیں اور ان کے فرامین کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔

اور ہمیں اس قسم کے اعتراضات سے باز آنا چاہیے کہ جو طبعی حدود سے ہٹ کر اوضاع عوالم سے ناواقفی

اور جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ۔

دوسرا یہ کہ عالم آخرت کی تو بنا و بھی تفضّل اور ربّ اعلیٰ کی غیر متناھیہ رحمت پر رکھی گئی ہے ۔

چنانچہ روایات سے بھی اس قسم کا اشارہ ملتا ہے حتیٰ کہ بعض روایات میں تو یہاں تک بھی آیا ہے کہ قیامت کے دن رحمتِ خداوندی کا دامن اس قدر وسیع ہوگا کہ شیطان مطرود بھی طمع ولالچ کی رالیں ٹپک رہا ہوگا۔

" یاد رہے کی رحمت خدا کی کوئی حد نہیں اور حق تعالے کے تفضلات انتہا سے کہیں بالاتر ہیں اور اس علی الاطلاق سخی ۔ غنی بالذات ۔ غیر متناھیہ رحمت کے مالک اور مطلق کمال ذات کے فضل وفیض سے دوری جہل اور نادانی ہے ۔

خالق نے اپنے تمام بندوں کو وہ فیوض عطا کیے ہیں کہ جن کے شمار سے انسان قاصر ہے بلکہ ان کے کلیّات کی حد بندی میں بھی عقلیں عاجز اور سرگرداں ہیں ۔

کیا یہ سب نعمات استحقاق وسوال سے پہلے موجود تھیں ؟

یہ تمام موجودات کہ جو عدم کی پوشیدگی سے وجود میں آئے اور ان کے وجود سے اب بھی ایک نہ ایک چیز بہرہ مند ہے کیا وجود سے پہلے استحقاق نہیں رکھتے تھے ؟ یا کونسی زبان کے ساتھ انہوں نے اپنے وجود کا خدا سے مطالبہ کیا تھا ؟

پس جب یہ سب نعمات ابتدا سے ہیں اور "تقاضائے مبتدأ بالنعم" کے مطابق یہ سب بسط وبساط رحمٰن ورحیم جیسے اسماء کے سایہ میں استحقاق سے پہلے بھی نعمت شمار ہوتے تھے تو پھر .... ؟

اگر خداوند عالم اپنے فضل وکرم سے اور بغیر کسی قسم کے سابقہ کے کسی عمل (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا) کا دگنا ثواب اپنے بندوں کے نامۂ اعمال میں لکھ دے تو اس میں کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے ۔

اس کی غنی ذات اور غیر متناہی رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اپنے بندوں کو نوازے ۔

کیا آپ نے آیۂ مبارکہ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ "لهم فیها مایشاؤن ولدینا مزید"

یعنی اہلِ بہشت جس چیز کا مطالبہ کریں گے ان کے لیے تیسر ہو جائے گا اور ان کی چاہت کا بیشتر حصہ ہمارے پاس ہے جبکہ انسان کی چاہت کی تو کوئی حد بھی نہیں ہوتی۔

مگر نہیں کہا گیا کہ "وفیها ما تشتهیه الانفس وتلذ الاعین" چاہتِ انسانی کی حد اندازہ سے کہیں بالاتر ہوتی ہے

وہ جنت کا عالم کہ جس کی بناء ہی ارادۂ انسانی کے نفوذ پر استوار ہو اور جس میں خداوند عالم نے انسان کے ارادہ کو اس قدر مقتدر اور نافذ فرمایا ہے کہ صرف انسان کے ارادہ سے ہی وجود پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

تو۔۔۔۔۔ ایسے میں اس قدر ثوابِ عظیم اگر انسان کا نصیب بن بھی جائے تو کونسی مشکل اور بڑی بات ہے۔

اے عزیزانِ گرامی!

اس بارے میں احادیث و اخبار اتنی کم نہیں ہیں کہ جس میں انسان کو مجالِ انکار یا خدشہ کی گنجائش ہو بلکہ یہ اخبار تواتر کی حد سے بھی زیادہ ہیں اور سب روایات معتبر اور معتمد کتابوں سے نقل کی گئی ہیں کہ جن کی صداقت اور حقانیت اس حد تک مسلّم ہے کہ جیسے ہم آئمہ معصومینؑ کی زبانی خود اپنے کانوں سے سن رہے ہوں۔ یہ احادیث نہ تو قابلِ انکار ہیں اور نہ ہی اس قابل ہیں کہ انسان ان کے بارے میں تاویل کا دروازہ کھول کر ادھر اُدھر کی سوچنے لگ جائے۔

خلاصہ یہ مطلب نصوصِ معتبرہ اور آیاتِ محکمہ سے ثابت ہے کہ جس کے خلاف کسی قسم کے برھان تک کا بھی شائبہ نہیں ہے بلکہ برھان کی ایک پوری قسم اس حقیقت و مطلب کے موافق ہے۔

لہٰذا خواہ مخواہ اس حقیقت سے انکار ضعفِ ایمان اور پرلے درجے کی جہالت ہے۔

انسان کو چاہیے کہ فرامینِ انبیاء علیہم السلام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔۔۔۔ انسان کیلئے مؤثر ترین

راہِ کمال یہ ہے کہ وہ اولیاءِ حق کے سامنے تسلیم ہو جائے اور خاص طور پر ان امور میں کہ جن کے کشف میں عقل کو بھی مجال نہیں ہوتی اور جنھیں صرف وحی و رسالت ہی کے طریقوں سے سمجھا جا سکتا ہے اگر۔۔۔۔ انسان اپنے وہم و گمان اور عقل ناقص کی بناء پر امور غیبیہ میں دخالت کرتا رہے اور امور اخروی و تعبدی کو اپنے خیالِ خام کے ضوابط سے منطبق کرتا رہے تو یہ ایک قسم کا مسلمات و ضروریات دین سے انکار ہوگا۔ اور آہستہ آہستہ تھوڑے سے بہت اور نیچے سے اوپر تک کی منزل تک جا پہنچے گا۔

" مثال کے طور پر ان روایات و احادیث میں خدشہ پیدا ہو بھی جائے کہ جن میں خدشہ کی گنجائش اور مجال انکار نہیں ہے لیکن قرآن مجید میں تو خدشہ نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن بھی تو اس قسم کے عظیم ثواب کو یوں ذکر کرتا ہے " لیلۃ القدر خیر من الف شھر " یعنی شب قدر ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔

اسی طرح قرآن مجید فرماتا ہے " مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ... کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء " ۔

جو لوگ اپنے اموال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال گندم کے اس دانہ کی سی ہے کہ جس سے سات خوشے اور ہر خوشہ میں سو دانے پیدا ہوں اور خداوند عالم جسے چاہتا ہے اس قدر زیادہ عطا کرتا ہے۔

اہل بہشت کے ثواب اور مسئلہ خلود (ہمیشہ جنت میں رہنے) پر قرآن کی دیگر آیات بھی سیر حاصل بحث کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ اہل بہشت اخروی نعمات کے سرور میں ہمیشہ مسرور رہیں گے اور ان نعمات کے ختم ہو جانے کا تصور تک بھی نہیں کیا جا سکتا۔

فرض کیجیے اگر ایک انسان اپنی پچاس یا ساٹھ سالہ زندگی وظائف کو ادا کرنے اور تمام تر تکالیف کو برداشت کرنے میں گزار دے، ایمان کامل، عمل خالص اور صحیح معنوں میں توبہ کر کے اس دنیا سے جائے تو اس

شخص کو اس کے بدلہ میں کتنا ثواب ملنا چاہیے ؟

سو سالہ عبادت کہ جس میں کسی قسم کی تقصیر اور کوتاہی نہ ہو مگر کس قدر اجر و ثواب رکھتی ہے ؟

قرآن و حدیث اور تمام ادیان و ملل کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہے کہ ایسا عابد شخص رحمت خدا اور ہمیشہ کیلئے بہشت کی روح و ریحان اور ہر قسم کی مسرت و شادمانی کا حق رکھتا ہے۔

کیا سو سالہ عبادت کا اجر یہ ہے کہ کروڑوں سال ہمیشہ کی نعمات میں گزریں اور اس کی اپنی زندگا اور باقی ماندہ نعمات کی مدت میں کسی نسبت کا لحاظ بھی نہ ہو ؟

یعنی وہ کروڑوں سال کہ جو انہوں نے بہشت کی زندگی میں گزارے ہیں ان کا باقی ماندہ زندگی کا نصف تک بھی نہیں ہیں ۔ بالفاظ دیگر محدود اور غیر محدود کے درمیان کسی قسم کی نسبت کا اندازہ تک بھی نہیں کیا جا سکتا ۔

یہ کیسی جزا ہے کہ جس کے طول و عرض اور کیفیت کے تصور تک سے عقلیں عاجز ہیں ؟

پس معلوم ہو گیا کہ اس مطلب کی اساس کسی اور چیز پر مبتنی ہے اور یہ خالق کائنات کی اپنی ہی مصلحت کا تقاضا ہے ۔ جب ایسا ہے تو اس حقیقت سے راہِ فرار اور انکار کی گنجائش تک بھی نہیں رہنی چاہیے۔

فصل دوم ۔ احکام نماز تہجد

۱ ۔ نماز تہجد کل گیارہ رکعات ہے کہ جن میں سے دس رکعتیں دو ، دو کر کے ایک ایک سلام کے ساتھ اور ایک رکعت ایک علیحدہ سلام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے ۔

۲ ۔ ان گیارہ رکعتوں میں سے آٹھ کو نماز شب کی نیت سے ۔ دو رکعات کو نماز شفع اور ایک رکعت

کو نمازِ وتر کی نیت سے ادا کیا جاتا ہے۔

۳ ۔ نمازِ شفع اور نمازِ وتر کی فضیلت ان آٹھ رکعات سے زیادہ ہے کہ جو نمازِ شب کی نیت سے ادا کی جاتی ہیں۔

۴ ۔ انسان کو اختیار ہے کہ آٹھ رکعات کو چھوڑ کر صرف نمازِ شفع اور نمازِ وتر کو ادا کرے۔

۵ ۔ اگر نمازِ تہجد کا وقت کم ہو تو صرف نمازِ وتر پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

۶ ۔ اگر نمازِ تہجد کیلئے وقت تو وسیع ہو لیکن انسان صرف نمازِ وتر کو ادا کرنا چاہے تو اسے رجاءِ مطلوبیت کی نیت سے ادا کرے (رجاءِ مطلوبیت کا معنی یہ ہے کہ نیت اس معنی سے کرے کہ اگر شارع مقدس کے نزدیک نمازِ شفع کے بغیر نمازِ وتر جائز ہے اور شارع مجھ سے یہی چاہتے تو میں اسے قربۃً الی اللہ بجا لاتا ہوں۔

۷ ۔ نمازِ تہجد کا وقت آدھی رات سے لے کر طلوعِ صبحِ صادق تک ہوتا ہے اور آدھی رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے سے شروع ہوتی ہے۔

۸ ۔ بہتر یہ ہے کہ نمازِ تہجد کو سحر کے حصہ میں ادا کیا جائے اور سحر کا وقت یہ ہے کہ جب رات کا تہائی حصہ گزر جائے۔ اور جس قدر نمازِ صبح کے نزدیک اسے ادا کیا جائے فضیلت زیادہ تر ہوتی چلی جائے گی۔

۹ ۔ نمازِ تہجد بیٹھ کر بھی ادا کی جا سکتی ہے حتی کہ اختیار کی صورت میں بھی جائز ہے کہ بیٹھ کر ادا کر سکتا ہے لیکن اگر بیٹھ کر پڑھنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر ادا کی گئی دو رکعتوں کو کھڑے ہو کر ادا کرنے کے مقابلہ میں ایک شمار کرے۔ بنا بریں بیٹھ کر ادا کرنے والی نمازِ شب کی آٹھ رکعات کو دو، دو مرتبہ ادا کرے کہ کل سولہ رکعات ہو جائیں اسی طرح نمازِ شفع اور نمازِ وتر کو بھی دو، دو مرتبہ ادا کرے۔

۱۰ ۔ مسافر آدمی آدھی رات سے پہلے بھی نماز تہجد پڑھ سکتا ہے۔

۱۱ ۔ کسی نوجوان کو غلبۂ نیند کی وجہ سے یہ خوف ہو کہ اگر میں سوگیا تو نماز تہجد فوت ہو جائے گی وہ آدھی رات سے پہلے بھی نماز تہجد پڑھ سکتا ہے۔

۱۲ ۔ جو حضرات آدھی رات کے بعد نماز تہجد ادا کرنے سے معذور ہوں جیسے بوڑھے افراد یا جو لوگ اس وجہ سے ڈرتے ہوں کہ سردی زیادہ ہو جائے گی یا محتلم ہو جانے کا خوف ہو تو اس قسم کے معذور حضرات آدھی رات سے پہلے بھی نماز تہجد کو ادا کر سکتے ہیں۔

۱۳ ۔ وہ مقامات کہ جہاں وقت سے پہلے نماز تہجد کو پڑھنا جائز قرار دیا گیا ہے (جیسا کہ مسئلہ ۱۰۔۱۱۔۱۲ میں ذکر ہوا ہے) وہاں نماز تہجد ادا کی نیت سے نہیں بلکہ تعجیل کی نیت سے ادا کی جائے یعنی میں وقت سے پہلے ادا کر رہا ہوں۔

۱۴ ۔ رات کو اگر کسی شخص سے نماز تہجد فوت ہو جائے تو دن کو اس کی قضا بجا لا سکتا ہے۔

"تذکر"

نماز تہجد کی قضا بجا لانے کی بہت بڑی فضیلت ہے چنانچہ تفسیر علی بن ابراہیم میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ کسی نے آنحضرت سے سوال کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بسا اوقات مجھ سے ایک دو بلکہ تین ماہ تک کی بھی نماز تہجد قضا ہو جاتی ہے اور میں دن کو اس کی قضا کر لیتا ہوں کیا یہ جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم ایسا کرنا تیری آنکھوں کی بصارت کا سامان مضمر ہے اور اسی جملہ کو حضرت نے تین بار تکرار فرمایا۔

۱۵ ۔ آدھی رات سے پہلے نماز تہجد کی قضا کو بجا لایا جا سکتا ہے بنا بر ایں مسئلہ ۱۰۔۱۱ اور ۱۲ میں اگر پتہ ہو کہ نماز شب کی قضا اس سے فوت نہیں ہو گی تو قضا اولویت رکھتی ہے۔

تذکر: نمازِ تہجد کی قضا بجالانے کے بارے میں نوجوان بھائیوں کی تشویق کی خاطر ایک روایت پیش کی جاتی ہے .... کہ اسحٰق بن عمار۔ امام صادق علیہ السلام سے وہ اپنے آباء و اجداد سے اور وہ حضرت رسولخدا (ص) سے نقل کرتے ہیں:

ترجمہ: جو لوگ نمازِ تہجد کی دن میں قضا بجالاتے ہیں خداوندِ عالم ان پہ فخر و مباہات کرتے ہوئے فرماتا ہے اے فرشتو! دیکھو یہ میرا بندہ اس چیز کی بھی قضا بجالا رہا ہے کہ جو میں نے اس پہ واجب نہیں کی۔ اور تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں۔

۱۶۔ اگر کوئی نوجوان نیند کے خوف سے آدھی رات سے پہلے نمازِ تہجد ادا کر کے سو جائے اور پھر نمازِ صبح کے وقت اس کی آنکھ کھلے تو اس پر لازم نہیں کہ نمازِ تہجد کو دوبارہ بجالائے۔

۱۷۔ اگر کوئی شخص نمازِ تہجد میں مشغول ہے اور نمازِ شب سے چار رکعتیں بھی پڑھ چکا ہو اتنے میں صبحِ صادق طلوع ہو جائے تو نمازِ تہجد کی باقی ماندہ رکعات کو مخفف اور مستحبات کے بغیر ادا کرے اور اگر ابھی چار رکعات ادا نہ کی ہوں اور صبحِ صادق طلوع ہو جائے تو پھر انہی شروع کردہ دو رکعتوں کو تمام کرے اور اس کے بعد نافلۂ صبح اور پھر نمازِ صبح ادا کرے اور جب نمازِ صبح سے فارغ ہو جائے تو نمازِ تہجد کی باقی ماندہ رکعات کی قضا بجالائے۔

اور اگر بالکل نمازِ تہجد کو شروع ہی نہیں کیا تھا کہ اتنے میں صبحِ صادق طلوع ہو گئی تو اس صورت میں پہلے نمازِ صبح کے نافلہ اور نمازِ صبح ادا کرے اس کے بعد نمازِ تہجد کی قضا بجالائے۔

* تذکر: اگر نمازِ تہجد کی قضا کو بین الطلوعین یعنی اذانِ صبح اور طلوعِ آفتاب کے درمیان ادا کرے تو بہتر ہے تاکہ ادا یا قضا کی نیت نہ ہو بلکہ ما فی الذمہ کی نیت سے بجالا سکے۔

* توضیح: ما فی الذمہ کا معنی یہ ہے کہ قربۃً الی اللہ نیت کرے خواہ ادا ہے یا قضا۔ جو خدا و رسول

نے فرمایا ہے اسی کے تحت نماز شب ادا کر رہا ہوں ۔

۱۸ ۔ نماز تہجد کی رکعات میں زیادہ سورتوں کا پڑھنا لازم نہیں ہے بلکہ فقط الحمد پر بھی اکتفاء کیا جا سکتا ہے اسی طرح ہر دوسری رکعت بھی بغیر قنوت کے پڑھی جا سکتی ہے ۔

۱۹ ۔ نماز وتر ایک رکعت ہے کہ جسے قنوت کے بغیر بھی پڑھا جا سکتا ہے ۔

۲۰ ۔ نماز تہجد کی گیارہ رکعات کو ایک ہی وقت میں ادا کرنا ضروری نہیں ہے مرحلہ بہ مرحلہ بھی ادا کی جا سکتی ہیں بلکہ وقفہ اور تفریق افضل ہے رسول اکرمؐ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے ۔ اور ہم انشاءاللہ دوسری فصل میں نماز تہجد کی کیفیت کو بیان کریں گے ۔

۲۱ ۔ مستحب ہے کہ نماز تہجد بلند آواز سے ادا کی جائے تاکہ گھر میں سوئے ہوئے دوسرے مشتاقِ تہجد افراد کی بھی آنکھ کھل جائے چنانچہ روایت میں بھی ایسا ہی ہے ۔

نیز شہید کے علاوہ دیگر علماء نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ نماز تہجد کو بلند آواز کے ساتھ پڑھا جائے ۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ نماز تہجد اس مقام پر بلند پڑھنی چاہیے کہ جہاں ریاء کاری وغیرہ کا خطرہ نہ ہو ۔ ریاء کاری کے باب میں پیش کردہ دقائق بہرحال مدنظر رہنے چاہیں ۔ ناچیز نے ان دقائق کی ایک مستقل رسالہ میں نشاندھی کی ہے کہ جسکا نام (بحثی پیرامون ریاء) ہے ۔

"صحتِ عبادت کے خواہشمند حضرات سے تاکید ہے کہ ریاء کے ان دقائق اور نکات کا ضرور مطالعہ کریں کہ جن کو بندہ نے رہبر مستضعفانِ جہان "حضرت امام خمینی مدظلہ" سے استفادہ کرتے ہوئے پہلی بار منظرِ عام پر لانے کی کوشش کی ہے ۔

فصل سوم : کیفیت نماز تہجّد

" دیباچہ " یاد رہے کہ خاصانِ خدا کے محضر میں شرفِ حضور میں ہاتھ ڈالنا کوئی معمولی سعادت نہیں ہے کہ جس کے طرف وکنار سے انسان عدم توجہی کے ساتھ گزر جائے بلکہ اس سعادت کے حصول کیلئے پوری طرح آمادگی اور کمر ہمت باندھ لینی چاہیے۔

نیز اس مقدس منزل تک پہنچانے والے راستوں پر جن کانٹوں کا احتمال تک بھی ہو انہیں دور پھینک دینا چاہیے بنابریں دو اہم مطالب کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

① ہر وقت اپنے اعمال پہ نگاہ رہے۔ دیکھنا کوئی ایسا عمل ہرگز نہ ہونے پائے کہ جو آپ کو لیاقت حضور سے دور کر دے اور تمہیں خالق کی خلوتِ اُنس جیسی محفل سے نامحرم قرار دیا جائے۔ اور راز و نیاز کی اس بزم میں دستِ غیب آکر آپ کو بے آبرو نہ کر دے۔

چنانچہ متعدد روایات میں بھی اس مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ منجملہ ایک روایت ہے کہ جسے شیخ اقدم جناب صدوق قدس سرہ نے کتاب علل میں نقل فرمایا ہے۔

ترجمہ : ایک آدمی جناب امیر المومنینؑ کی خدمت میں آکر عرض کرتا ہے کہ یا امیر المومنین میں اب تک نماز تہجد سے محروم رہا ہوں ؟

حضرت نے جواب میں فرمایا : کہ کون تھا کہ جس نے تجھے گناہ کی زنجیر گراں میں جکڑ دیا اور بستر سے نہ اٹھنے دیا۔

نیز اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

" ان الرجل لیکذب الکذبۃ فیحرم بھا صلواۃ اللّیل " الحدیث

کبھی انسان صرف ایک جھوٹ کی خاطر نماز تہجد سے محروم رہ جاتا ہے۔ (حدیث آگے بھی ہے)۔

④ رات کے پہلے حصہ میں جب انسان سونے کیلئے آمادہ ہو تو آئمہ معصومین سے ہم تک پہنچنے والے سونے کے آداب کی حتی المقدور رعایت کرے کیونکہ وہ آداب خود ایک بہت بڑی توفیق اور سعادت کا درجہ رکھتے ہیں ممکن ہے کہ انہی آداب کے سبب اور صدقے سے عالم رویاء کی معرفت کے دروازے سونے والے پر کھول دیے جائیں۔

نیز سونے کے آداب پر عمل کر کے سونا آخر شب کی بیداری اور نماز تہجد کیلئے توفیق پیدا کرنے میں بھی بے حد مؤثر ہوتا ہے ...... بنابریں برادران ایمانی کیلئے ہم اس فصل کو دو حصوں میں پیش کرتے ہیں ایک حصہ سونے کے آداب میں اور دوسرا حصہ کیفیت نماز تہجد میں ہوگا۔

" **پہلا حصہ** " عارف کامل اور اصلی عبارت گزار حاجی **مرزا جواد ملکی** " قدس اللہ نفسہ الذاکیہ نے اس بارے میں جو دستورات پیش کیے ہیں ہم انہی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور ان کے ایک بہترین رسالہ " **لقاء اللہ** " کی عبارت کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ دل سے نکلی ہوئی بات دلوں پہ اثر انداز ہوتی ہے۔

علامہ بزرگوار یوں فرماتے ہیں:

انسان کو چاہیے کہ سونے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور گناہوں کی معافی مانگے اور نفس کی خیانتوں کا اپنی پوری طاقت کے ساتھ علاج کرے۔ موجودہ حال میں جتنا ممکن ہو اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اگر فعلاً ممکن نہ ہو تو بعد میں اس کا مصمم ارادہ کر لینا چاہیے۔

سونے والو " تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نیند موت کی دوسری بہن ہے "

آیت مجیدہ کے صریح الفاظ ہیں " اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیہ الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمّی " یعنی جس طرح خداوند عالم موت کے وقت انسان کی جان لے لیتا ہے اسی طرح نیند کے وقت بھی جانیں اسی کے قبضہ میں ہوتی ہیں۔ پس جس شخص کی موت آچکی ہوتی ہے

اس کی جان وروح کو اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور جس کا وقتِ موت ابھی قریب نہیں ہوتا اس کی روح کو اس کے پیکر میں وقت موت تک واپس کر دیتا ہے۔

خلاصہ جب ایسا ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے تو پھر ہم پر لازم ہے کہ نیند کے وقت اپنے ایمان کے بارے میں تجدید عہد کرلیں اور با طہارت ہو کر رو بقبلہ سوئیں۔ نیز دل کی آنکھیں بھی قبلۂ حقیقت کی طرف لگی ہونی چاہیں۔

خدا کیلئے (۱) حضراتِ معصومین سے وارد شدہ سونے کے آداب و اعمال پہ ہر ممکن عمل کیا جائے اور روح و نفس کو مالکِ حقیقی کے حوالے کرکے سونا چاہیے اور سونے کے آداب و اعمال کی اہمیت کو ہرگز نہیں بھولنا چاہیے

سونے کے آداب

۱ - بستر خواب پر جاتے وقت زبان و دل سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے۔ آیۂ مبارکہ

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الله واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرك بعبادة ربہ احداً۔

آیۂ مبارکہ:

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن بالله وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا والیك المصیر لایکلف الله نفساً الاوسعھا لھا ماکسبت وعلیھا ما اکتسبت ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا اواخطأنا ربنا ولاتحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ کو تدبر کے ساتھ پڑھا جائے۔

نیز تسبیح زہراء صلوۃ اللہ علیہا ۔ آیۃ الکرسی اور تین یا گیارہ مرتبہ سورہ قل ھو اللہ کا پڑھنا بھی وارد ہوا ہے
تین مرتبہ یہ بھی پڑھا جائے یفعل اللہ ما یشاء بقدرتہ و یحکم ما یرید بعزتہ ۔
اس کے علاوہ اس آیت مبارکہ کا پڑھنا بھی بعید ثواب ہے :

شهد الله انه لااله الاهو والملائكة واولوا العلم قائما بالقسط لااله الاهو العزيز الحكيم ان الدين عندالله الاسلام وما اختلف الذين اوتوا الكتاب الامن بعد مـا جائهم العلم بغياً بينهم و من يكفر بآيات الله فان الله سريع الحساب

سونے سے پہلے استغفار مردیہ یا استغفار مطلق کا پڑھنا بھی وارد ہوا ہے ۔ استغفار مطلق یہ ہے :
استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ ۔ اور استغفار مردیّہ یہ ہے :

استغفرالله الذی لااله الاهـو الحی القيوم ذوالجلال والاكرام و اتوب اليه اللهم انی استغفرك لما تبت اليك منه ثم عدت فيه واستغفرك لكل خيراردت به وجهك فخالطنی فيه ما ليس لك.

ایسا کرنے والے حضرات کیلئے ممکن ہے کہ خداوند عالم انہیں اسی خواب اور نیند میں وہ عظیم بخششیں عنایت فرما جو انبیاء اور اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے ۔
حتی کہ مجھے یاد ہے کہ ایک آدمی نے عالم خواب میں دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے اور وہ معرفت نفس کو پہنچ چکا ہے یا کیا دیکھتا ہے کہ ساری دنیا اٹھنے لگی ہے ۔ لیکن جونہی اس کی حقیقت نفس نے طلوع کیا تو یکایک وہ دیکھتا ہے کہ گویا وہ ملک الموت کی حقیقت سے متحد ہے ۔ جب اس حال کی عظمت سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ حقیقت ملک الموت اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے ۔ وحشت کی انتہا نہ رہی ۔ بے ساختہ قریب میں ہوئے

ہوئے ساتھی کو صدا دی کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے ؟ اتنے میں وہ کیفیت جاتی رہی ۔

بسا اوقات سالکین راہ خدا کیلئے عالم خواب میں بہت معارف منکشف ہوتے اور ایسے مقامات بھی نصیب ہوتے ہیں کہ جہاں انسان کو انبیاؑ معصومین اور بزرگان دین کا شرف حاصل ہوتا ہے ۔

لھم البشری فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت بتاتی ہے کہ بشری سے مراد خواب ھای مبشرہ ہیں ۔ یعنی انسان کے وہ خواب مراد ہیں کہ جنہیں وہ خود اپنے بارے میں دیکھتا ہے یا دوسرے لوگ اس کے بارے میں دیکھتے ہیں ۔

یہ عبد ذلیل (مصنف) بھی بہت سے ایسے خواب دیکھ چکا ہے کہ جن میں حضرات معصومین علیھم السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور مجھے ان کی عظیم رحمت کا مورد قرار دیا گیا ہے ۔ حتیٰ کہ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ انہی خوابوں کی لذت اور حضرات معصومینؑ کی زیارت کی امید پر آرام کی نیند سو جاتا ہوں ۔

کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا نیند میں آپ کو زیارت کی خواہش ہوتی ہے ؟ تو بندہ نے اثبات میں جواب دیا ؂ بایاد خوشت خسپم در خواب خوشت بینم

از خواب چو برخیزم اوّل تو بیاد آئی ۔

سونے کے آداب میں مذکورہ آیات کے پڑھ لینے کے بعد اگر انسان کیلئے ایک حال فکری پیدا ہو جائے اور اسی حالت میں اسے نیند آ جائے تو یہی غنیمت ہے ورنہ نیند آنے تک ذکر و اذکار میں مشغول رہے ۔

اور اگر لفظ جلالہ یا لفظ یا اللہ کا ورد نیند کے آخری سانس اور حرکت زبان بند ہونے تک جاری رکھے تو بہت ہی بہتر ہے ۔

جب انسان ایسے عالم میں سوئے گا تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ خود تو نیند میں ہوتا ہے لیکن اس کا نفس اسی ذکر میں مشغول رہتا ہے کہ جس کی صدا جاگنے والے بھی سنتے ہیں ۔

خلاصہ یہ کہ نیند کے وقت اپنے آپ کو سراسر رب الارباب کی تحویل میں سپرد کر دینا چاہیے اور جب ہی آنکھ کھلے تو زبان پہ یہی ذکر ہو کہ میرے بدن میں روح کا دوبارہ آجانا احیای بعد الموت کی مثال ہے یعنی

" نیند کے بعد بیداری موت کے بعد زندگی کے مترادف ہے "

اور یہ ایک انوکھی نعمت ہے کیونکہ ہزاروں ایسے ہیں کہ جو رات کو بستر پر سوئے اور پھر انہیں اٹھنا نصیب نہیں ہوا اور جب قبر میں ان کے عمل کی نعمت اقتدار سلب ہو جاتی ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں :

" رب ارجعونی لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت " اتنے میں انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا۔ اس وقت انسان کو سجدۂ شکر بجالانا چاہیے اور اپنے آپ کو خوش نصیب متصور کرنا چاہیے کہ تجھے ایسا جواب نہیں ملا اور تجھے دوبارہ عالم بیداری میں بھیج دیا گیا ہے ۔لہذا اب تو اس مہلت میں سابقہ گناہوں سے معافی اور اس قسم کا تدارک کر کے اپنے آپ کو مقرب الی اللہ بنا سکتا ہے ۔

خلاصہ " اس ایک روزہ تجارت کے بدلے میں دنیا و آخرت کی سلطنت کا نفع حاصل کرنا چاہیے "

بلکہ یہ ایک دن کی ایسی تجارت ہے کہ جس کے نفع میں خداوند جلیل کا تقرب بھی حاصل ہو جاتا ہے ۔اب جب کہ اس قدر سرمایہ تجھے دیا جا چکا ہے تو اتنی جلدی آپ سے قطعاً نہیں لیا جائے گا ۔لھذا اس تھوڑی سی فرصت میں اپنی تمام تر ھمت طلب رضاء خدا میں صرف کرنی چاہیے ۔

اور اگر ہمت مرداں رکھتے ہو تو " قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون " کا مصداق بن جائیے اور تمام تر ہوش وحواس اور افکار اسی رب الارباب کی طرف کرلیں اور اس کی درگاہ سے اس کے فضل کے علاوہ کسی چیز کی تمنا نہ ہو ۔

ما از تو نداریم بغیر از تو تمنا ۔

عارف کامل مکی کا نظریہ اور عبارت تمام ہوئی ۔ (تمت بالخیر)

بستر خواب سے اٹھنے کے آداب :

جب بستر سے اٹھو تو زبان پر یہ کلمات جاری ہوں :

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْیَانِیْ بَعْدَ ما أَمَاتَنِیْ وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوحِیْ لِأَحْمِدَهُ وَأَعْبُدَهُ.

چونکہ رسول اکرمؐ جب بھی بستر سے اٹھتے تو فوراً سجدے میں چلے جاتے لھذا بہتر ہے کہ سنت رسول کو اپناتے ہوئے جب بھی نیند سے اٹھو تو سجدے میں رکھ وہی کچھ پڑھو جو رسولؐ خدا پڑھا کرتے تھے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ مِنْ مَرْقَدِیْ هٰذا وَلَوْشاءَ لَجَعَلَهُ ساکِناً إِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَ النَّهارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرادَ أَنْ یَذَّکَّرَ أَوْأَرادَ شُکُوراً اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ لِباساً وَالنَّوْمَ سُباتاً وَجَعَلَ النَّهارَ نُشُوراً لاإِلٰهَ إِلّا أَنْتَ سُبْحانَكَ إِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّالِمِینَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لا یَخْبُوْ مِنْهُ النُّجومُ وَلایَکِنُّ مِنْهُ السُّتورُ وَلایَخْفیٰ عَلَیْهِ ما فِی الصُّدورِ.

جب سجدہ سے اٹھ بیٹھو تو وہ کچھ پڑھو جو حضرت علی علیہ السلام پڑھا کرتے تھے :

حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبادِ وَحَسْبِیَ الَّذِیْ هُوَ حَسْبِیْ مُنْذُ کُنْتُ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیلُ.

جب بستر خواب سے اٹھ کھڑے ہو تو وہ کچھ پڑھو جو امام صادق علیہ السلام اس لیے بلند آواز کے ساتھ پڑھتے تھے تاکہ اہل خانہ بھی سن سکیں :

أَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلیٰ هَوْلِ الْمُطَّلَعِ وَ وَسِّعْ عَلَیَّ الْمَضْجَعَ وَارْزُقْنِیْ خَیْرَما بَعْدَ الْمَوْتِ.

بستر پر سوتے وقت جب نظریں آسمان پر پڑیں تو وہ پڑھو جو اصول کافی اور تہذیب وغیرہ جیسی کتابوں میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے :

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ لاَيُوارِيْ مِنْكَ لَيْلٌ داجٍ وَلاسَماءٌ ذاتُ اَبْراجٍ وَلااَرْضٌ ذاتُ مِهادٍ وَلاظُلُماتٌ بَعْضُهافَوْقَ بَعْضٍ وَلابَحْرٌ لُجِّيٌّ تُدْلِجُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُدْلِجِ مِنْ خَلْقِكَ تَعْلَمُ خائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَما تُخْفِي الصُّدورُ غارَتِ النُّجومُ وَنامَتِ الْعُيونُ وَاَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاتَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَلانَوْمٌ سُبْحانَ اللهِ رَبِّ العالَمينَ وَاِلٰهِ الْمُرْسَلينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالَمينَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰواتِ والْاَرْضِ وَاخْتِلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهارِ لَآياتٍ لِاُولِي الْاَلْبابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِياماً وَقُعُوداً وَعَلىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰواتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنا ما خَلَقْتَ هٰذا باطِلاً سُبْحانَكَ فَقِنا عَذابَ النّارِ.

رَبَّنا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهُ وَما لِلظّالِمِيْنَ مِنْ اَنْصارٍ. رَبَّنا اِنَّنا سَمِعْنا مُنادِياً يُنادِيْ لِلْاِيمانِ اَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنّا رَبَّنا فَاغْفِرْ لَنا ذُنُوبَنا وَكَفِّرْ عَنّا سَيِّئاتِنا وَتَوَفَّنا مَعَ الْاَبْرارِ. رَبَّنا وَآتِنا ما وَعَدْتَنا عَلىٰ رُسُلِكَ وَلاتُخْزِنا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لاتُخْلِفُ الْمِيْعادَ.

بوقت تہجد جب وضو کیلئے پانی میں ہاتھ ڈالو تو یہ پڑھو :

" بسم اللہ و باللہ اللّٰھم اجعلنی مِنَ التوّابینَ واجعلنی من المُتَطَهِّرِيْن ۔ "

جب وضو سے فارغ ہو جاؤ تو کہو : الحمد للّٰہ رب العالمین ۔

پس مصلیٰ عبادت پر نماز تہجد کے لیے آمادہ ہو جائیے ۔ نیز یاد رہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے مسواک

کرلیں اور منہ کو اچھی طرح خوشبودار بنالیں اور اپنے آپ کو عطر وغیرہ کے ساتھ خوب معطر کرلیں کیونکہ امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص مسواک اور عطر کے ساتھ نماز تہجد ادا کرے میں اسے دوست رکھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جانب خدا سے ایک فرشتہ آتا ہے اور نماز تہجد پڑھنے والے کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر قرآن یا دیگر ذکر واذکار اور سانسوں کی آہٹ کو اپنے اندر ضبط کرلیتا ہے۔ (کتاب محاسن)

"نیز امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

کہ جب نماز تہجد کیلئے اٹھو تو مسواک کرلو کیونکہ فرشتہ آسمان آکر آپ کے منہ پہ منہ رکھتا ہے اور آپ کے حروف وکلمات اور صدا وسانس تک کو بھی اپنے ساتھ لے جاتا ہے اس لیے آپ کا منہ خوشبودار ہونا چاہیے۔

"پس جب آپ مسواک اور عطر وغیرہ سے معطر ہو کر مؤدب طریقے سے فرشتوں کی بزم میں کھڑے ہونے کیلئے آمادہ ہو چکے تو نماز تہجد کو شروع کرنے سے پہلے یہ پڑھو!

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَإِلَى اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ زُوَّارِكَ وَعُمَّارِ مَسَاجِدِكَ وَافْتَحْ لِي بَابَ تَوْبَتِكَ وَأَغْلِقْ عَنِّي بَابَ مَعْصِيَتِكَ وَكُلِّ مَعْصِيَةٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنِي مِمَّنْ يُنَاجِيكَ اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ عَلَيَّ بِوَجْهِكَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ.

نماز تہجد کا طریقہ

اس کے بعد نماز تہجد کو شروع کیا جائے کہ جس کا عام اور سادہ طریقہ یہ ہے:

پہلے آٹھ رکعات دو، دو کر کے پڑھی جائیں جن کا طریقہ نماز صبح کی طرح ہے البتہ نماز تہجد کیلئے اذان واقامت کی ضرورت نہیں ہے نیز ان آٹھ رکعات کو نماز شب کی نیت سے ادا کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد دو رکعت "نافلہ شفع" کی نیت سے پڑھے سلام کے بعد اٹھ کھڑا ہو اور ایک رکعت نماز کو

نافلۂ وتر" کی نیت سے ادا کرے ۔ اگر یہ گیارہ رکعتیں اسی بیان شدہ سادہ طریقے سے بجالائی جائیں تب بھی نماز تہجد کا ثواب مل جائے گا۔ انشاءاللہ ۔ لیکن خدادوست اور کوی یار کے عاشق حضرات اس کم مقدار پر بھلا کب اکتفاء کرتے ہیں انہیں جتنا ممکن ہو سکے مکالمہ اور راز و نیاز کے دریچے اپنے محبوبِ حقیقی کے سامنے کھول دیا کرتے ہیں۔

لھذا نماز تہجد میں بہت سی مفصل دعائیں اور قرآن مجید کی مختلف سورتوں کا پڑھنا ائمہ معصومین سے وارد ہوا ہے، مصنف ان وارد شدہ طریقوں میں سے ایک طریقہ پیش کیا جاتا ہے شاید سحرخیز اور شب زندہ داروں کی برکت سے کچھ مجھے بھی حصہ مل سکے ۔ وہ طریقہ یہ ہے ۔

یہ وہ طریقہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جسے سلطان عرب و عجم حضرت امام رضا علیہ السلام نے منتخب فرمایا ہے ۔ چنانچہ عیون الرضا میں رجاء بن ضحاک نقل فرماتے ہیں کہ جب امام رضاؑ مدینہ سے خراسان تشریف لائے تو راستے میں رات کا پروگرام یہ ہوتا تھا :

جب آپ نماز عشاء کے تعقیبات سے فارغ ہوتے تو شکر کے دو سجدے بجالاتے اور پھر بستر خواب پر آرام فرماتے ۔ جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا تو بستر کو چھوڑ دیتے جبکہ زبان مبارک تسبیح و تحمید اور تھلیل و استغفار کے ساتھ مترنم ہوتی تھی یعنی یہ کہتے ہوئے بستر سے اٹھتے تھے :

سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر ۔ استغفراللہ ۔

اس کے بعد امام علیہ السلام مسواک کرتے اور وضو وغیرہ کرکے نماز تہجد کیلئے کھڑے ہوجاتے اور نماز تہجد کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں الحمد کے بعد تیس مرتبہ سورہ قل ھواللہ پڑھتے تھے ۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز تہجد کی پہلی دو رکعتوں کو اس طریقہ سے انجام دے یعنی ہر رکعت میں الحمد کے بعد تیس مرتبہ سورہ قل ھواللہ پڑھے تو اس شخص اور خالق کے درمیان کسی قسم کا گناہ باقی نہیں رہے گا ۔

امام رضا علیہ السلام ان مذکورہ دو رکعات کے بعد نماز جعفر طیار کی چار رکعات کو تہجد کی رکعات میں شمار کرتے تھے (نماز جعفر طیار کا طریقہ اس کتاب کے آخر میں بیان کیا جائے گا۔ انشاءاللہ

اس کے بعد امام رضاؑ اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز تہجد کی آٹھ رکعات میں سے بقیہ دو رکعات کو اس ترتیب سے ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورۂ ھل اتی کو پڑھا کرتے تھے۔

مصباح المتہجد اور بلد الامین جیسی کتابوں میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ نماز شب کی آٹھ رکعات مذکورہ طریقہ کے مطابق ادا کرنے کے بعد امام رضا علیہ السلام اس دعا کو پڑھتے تھے:

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ بِحُرْمَةِ مَنْ عاذَبِكَ مِنْكَ وَلَجَأَ إِلىٰ عِزَّتِكَ وَ اسْتَظَلَّ بِفَيْئِكَ وَاعْتَصَمَ بِحَبْلِكَ وَلَمْ يَثِقْ إِلَّا بِكَ يا جَزِيلَ الْعَطايا، يا مُطْلِقَ الْأُسارىٰ، يامَنْ سَمّىٰ نَفْسَهُ مِنْ جُودِهِ وَهّاباً أَدْعُوكَ رَهَباً وَرَغَباً وَخَوْفاً وَطَمَعاً وَإِلْحاحاً وَإِلْحافاً وَتَضَرُّعاً وَتَمَلُّقاً وَقائِماً وَقاعِداً وَراكِعاً وَساجِداً وَ راكِباً وَماشِياً وَذاهِباً وَجائِياً وَفِي كُلِّ حالاتِي وَ أَسْئَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ (وَأَنْ تَفْعَلَ بِي كَذا وَكَذا).

(وان تفعل بی کذا وکذا) کی جگہ اپنی حاجات کا ذکر کیا جائے۔

اس کے بعد امامؑ نافلۂ شفع کی دو رکعات کو اس ترتیب سے ادا کرتے کہ ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد تین مرتبہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔ محدث جلیل مرحوم فیض اپنی کتاب خلاصۃ الاذکار میں نقل فرماتے ہیں کہ نافلۂ شفع کی دو رکعات کے بعد یہ دعا پڑھی جائے:

إِلٰهِي تَعَرَّضَ لَكَ فِي هٰذا اللَّيْلِ الْمُتَعَرِّضُونَ وَقَصَدَكَ فِيهِ الْقاصِدُونَ

وَأَمَّلَ فَضْلَكَ وَمَعْرُوفَكَ الطَّالِبونَ وَلَكَ فِي هذا اللَّيلِ نَفَحاتٌ وَجَوائِزُ وَعَطايا وَمَواهِبَ تَمُنُّ بِها عَلىٰ مَنْ تَشاءُ مِنْ عِبادِكَ وَتَمْنَعُها مَنْ لَمْ تَسْبِقْ لَهُ العِنايَةُ مِنْكَ وَها أَنَا ذاعَبْدُكَ الفَقيرُ إِلَيْكَ المُؤَمِّلُ فَضْلَكَ وَمَعْرُوفَكَ فَإِنْ كُنْتَ يا مَوْلايَ تَفَضَّلْتَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ عَلىٰ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ وَعُدْتَ عَلَيْهِ بِعائِدَةٍ مِنْ عَطْفِكَ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطّاهِرِيْنَ الْخَيِّرِيْنَ الْفاضِلِيْنَ وَجُدْ عَلَيَّ بِطَوْلِكَ وَمَعْرُوفِكَ يا رَبَّ العالَمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ عَلىٰ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِيِّينَ وَآلِهِ الطاهِرِيْنَ الَّذِيْنَ أَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيراً إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيدٌ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَدْعُوكَ كَما أَمَرْتَنِي فَاسْتَجِبْ لِي كَمَا وَعَدْتَنِي إِنَّكَ لاتُخْلِفُ المِيْعادَ.

اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نافلۂ وتر کی ایک کو پوری توجہ کے ساتھ اس ترکیب سے ادا کرتے کہ سورۂ حمد کے بعد تین مرتبہ سورہ قل ھو اللہ اور معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو ایک ایک مرتبہ پڑھتے تھے۔

اور نافلۂ وتر کی اس ایک رکعت میں جب قنوت کیلئے ہاتھ اٹھتے تو زبان پر یہ کلمات جاری ہوتے :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اهْدِنا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعافِنا فِيْمَنْ عافَيْتَ وَتَوَلَّنا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبارِكْ لَنا فِيما أَعْطَيْتَ وَقِنا شَرَّ ما قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلا يُقضىٰ عَلَيْكَ إِنَّهُ لايَذِلُّ مَنْ والَيْتَ وَلايَعِزُّ مَنْ عادَيْتَ تَبارَكْتَ رَبَّنا وَتَعالَيْتَ.

اس کے بعد ستر مرتبہ فرماتے :

جب نماز وتر کے سلام سے فارغ ہو جاتے تو امام صبح صادق کے طلوع ہونے تک تعقیبات کیلئے بیٹھ جاتے اتنے میں نافلۂ صبح کا وقت ہو جاتا پھر ان میں مشغول ہو جاتے تھے۔

علامہ مجلسی نے اپنی کتاب فقیہہ میں سند صحیح کے ساتھ امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادق علیہما السلام سے نافلۂ وتر

کے قنوت کیلئے اس دعا کو بھی نقل فرمایا ہے :

لاإلٰهَ إلّا اللهُ الحَلِيمُ الكَرِيمُ لاإلٰهَ إلّا اللهُ العَلِيُّ العَظِيمُ سُبْحانَ اللهِ
رَبِّ السَّمٰواتِ السَّبْعِ وَمافِيهِنَّ وَمابَيْنَهُنَّ وَرَبِّ العَرْشِ العَظِيمِ سُبْحانَ اللهِ
رَبِّ الأرَضِينَ السَّبْعِ وَما فِيهِنَّ وَما بَيْنَهُنَّ وَرَبِّ العَرْشِ العَظِيمِ اَللّٰهُمَّ أنْتَ اللهُ
نُورُ السَّمٰواتِ وَالأرْضِ وَأنْتَ اللهُ زَيْنُ السَّمٰواتِ وَالأرْضِ وَأنْتَ اللهُ جَمالُ
السَّمٰواتِ وَالأرْضِ وَأنْتَ اللهُ عِمادُ السَّمٰواتِ وَ الأرْضِ وَأنْتَ اللهُ قِوامُ
السَّمٰواتِ وَالأرْضِ وَ أنْتَ اللهُ صَرِيخُ المُسْتَصْرِخِينَ وَ أنْتَ اللهُ غِياثُ
المُسْتَغِيثِينَ وَأنْتَ اللهُ المُفَرِّجُ عَنِ المَكْرُوبِينَ وَأنْتَ اللهُ المُرَوِّحُ عَنِ المَغْمُومِينَ
وَ أنْتَ اللهُ مُجِيبُ دَعْوَةِ المُضْطَرِّينَ وَأنْتَ اللهُ إلٰهُ العالَمِينَ وَ أنْتَ اللهُ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ وَأنْتَ اللهُ كاشِفُ السُّوءِ وَأنْتَ اللهُ بِكَ تُنْزَلُ كُلُّ حاجَةٍ
يـا أللهُ لَيْسَ يَـرُدُّ غَضَبَكَ إلّا حِلْمُكَ وَلا يُنْجِي مِنْ عَذابِكَ إلّا رَحْمَتُكَ
وَلا يُنْجِي مِنْكَ إلّا التَّضَرُّعُ إلَيْكَ فَهَبْ لِـي مِن لَدُنْكَ يـا إلٰهِي رَحْمَةً
تُغْنِيْنِي بِهاعَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِواكَ بِالْقُدْرَةِ الَّتِي بِها أحْيَيْتَ جَمِيعَ ما فِي
البِلادِ وَبِها تَنْشُرُ مَيْتَ العِبادِ وَلا تُهْلِكْنِي غَمّـاً حَتّى تَغْفِرَلِي وَتَرْحَمَنِي
وَ تُعَرِّفَنِي الإسْتِجابَةَ فِـي دُعائِي وَ ارْزُقْنِي العافِيَةَ إلـى مُنْتَهى أجَلِـي
وَ أقِلْنِي عَثْرَتِـي وَلا تُشْمِتْ بِي عَـدُوِّي وَلا تُمَكِّنْهُ مِنْ رَقَبَتِي أللّٰهُمَّ إنْ
رَفَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَضَعُنِي وَإنْ وَضَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَرْفَعُنِي وَ إنْ
أهْلَكْتَنِي فَمَنْ ذا الَّذِي يَحُولُ بَيْنَكَ وَبَيْنِي أوْ يَتَعَرَّضُ لَكَ فِي شَيْءٍ مِنْ
أمْرِي وَقَدْعَلِمْتُ أنْ لَيْسَ فِي حُكْمِكَ ظُلْمٌ وَلافِي نَقِمَتِكَ عَجَلَةٌ وَإنَّمايَعْجَلُ
مَنْ يَخافُ الفَوْتَ وَإنَّما يَحْتاجُ إلَى الظُّلْمِ الضَّعِيفُ وَقَدْ تَعالَيْتَ عَنْ ذٰلِكَ
يا إلٰهِي فَلاتَجْعَلْنِي لِلْبَلاءِ غَرَضاً وَلا لِنَقِمَتِكَ نَصَباً وَمَهِّلْنِي وَنَفِّسْنِي وَأقِلْنِي
عَثْرَتِي وَلا تُتْبِعْنِي بِبَلاءٍ عَلىٰ أثَرِ بَلاءٍ فَقَدْتَرىٰ ضَعْفِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي أسْتَعِيذُ
بِكَ اللَّيْلَةَ فَأعِذْنِي وَأسْتَجِيرُ بِكَ مِنَ النّارِ فَأجِرْنِي وَ أسْئَلُكَ الجَنَّةَ فَـلا
تَحْرِمْنِي ۔ اس کے بعد جو مرضی ہو دعا کی جائے اور ستر مرتبہ استغفار کیا جائے ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ استغفار کے بعد سات مرتبہ یہ بھی کہو :

"ھذا مقامُ العائذِ بکَ مِنَ النّارِ"

امام سجاد علیہ السلام سے منقول ہے کہ نمازِ وتر کے قنوت میں تین سو مرتبہ "اَلعَفو" بھی کہا جائے۔

بہرحال قنوت میں جتنا ممکن ہو سکے اور جتنا قلب میں اقبال ہو تضرع وزاری کے ساتھ دعا کی جائے کیونکہ رسولِ خدا (ص) فرماتے ہیں :

أَطْوَلُكُمْ قُنوتاً فِي الوَتْرِ أَطْوَلُكُمْ راحةً يَوْمَ القِيٰمَةِ فِي المَوْقِفِ

یعنی تم میں سے جس کی دعاء قنوت طولانی ہوگی اسے قیامت کے دن موقف میں اتنی ہی طویل تر راحت نصیب ہوگی۔

جب قنوت سے فارغ ہو تو رکوع میں چلے جائیے اور جب رکوع سے سر اٹھائیں تو یہ دعا پڑھیں :

هٰذا مَقامُ مَنْ حَسَناتُهُ نِعْمَةٌ مِنْكَ وَسَيِّئاتُهُ بِعَمَلِهِ وَذَنْبُهُ عَظيمٌ وَشُكْرُهُ قَليلٌ وَلَيْسَ لِذٰلِكَ إِلّا رِفْقُكَ وَرَحْمَتُكَ إِلٰهي طُموحُ الْآمالِ قَدْ خابَتْ إِلّا لَدَيْكَ وَمَعاكِفُ الْهِمَمِ قَدْ تَعَطَّلَتْ إِلّا إِلَيْكَ وَمَذاهِبُ الْعُقولِ قَدْ سَمَتْ إِلّا إِلَيْكَ فَأَنْتَ الرَّجاءُ وَإِلَيْكَ الْمُلْتَجاءُ يا أَكْرَمَ مَقْصودٍ وَيا أَجْوَدَ مَسْئولٍ هَرَبْتُ إِلَيْكَ بِنَفْسي يا مَلْجَأَ الْهارِبينَ بِأَثْقالِ الذُّنوبِ أَحْمِلُها عَلىٰ ظَهْري وَلا أَجِدُ إِلَيْكَ شافِعاً سِوىٰ مَعْرِفَتي أَنَّكَ أَقْرَبُ مَنْ لَجَأَ إِلَيْهِ الْمُضْطَرّونَ وَأَمَّلَ ما لَدَيْهِ الرّاغِبونَ يا مَنْ فَتَقَ الْعُقولَ بِمَعْرِفَتِهِ وَأَطْلَقَ الْأَلْسُنَ بِحَمْدِهِ وَجَعَلَ ما امْتَنَّ بِهِ عَلىٰ عِبادِهِ كِفاءً لِتَأْدِيَةِ حَقِّهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَلا تَجْعَلْ لِلْهُمومِ عَلىٰ عَقْلي سَبيلاً وَلا لِلْباطِلِ عَلىٰ عَمَلي دَليلاً اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ فِي مُحْكَمِ كِتابِكَ الْمُنْزَلِ عَلىٰ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ (صَلَواتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ) كانوا قَليلاً مِنَ اللَّيْلِ ما يَهْجَعونَ وَبِالْأَسْحارِ هُمْ يَسْتَغْفِرونَ طالَ هُجوعي وَقَلَّ قِيامي وَهٰذَا السَّحَرُ وَأَنَا أَسْتَغْفِرُكَ لِذُنوبي اِسْتِغْفارَ مَنْ لا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ نَفْعاً وَلا ضَرّاً وَلا مَوْتاً وَلا حَياةً وَلا نُشوراً .

پس سجدہ اور سلام کے بعد مطابق فرمان امام محمد باقر علیہ السلام تین مرتبہ یہ پڑھیں کہ:

سُبحان ربّی الملکِ القدوسِ العزیز پس اس کے بعد کہو:

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ یَا بَرُّ یَا رَحِیمُ یَا غَنِیُّ یَا کَرِیمُ اُرْزُقْنِیْ مِنَ التِّجَارَةِ اَعْظَمَهَا فَضْلاً وَ اَوْسَعَهَا رِزْقاً وَ خَیْرَهَا لِی عَاقِبَةً .فَاِنَّهُ لاَ خَیْرَ فِیْمَا لاَ عَاقِبَةَ لَه :

اس کے بعد سجدہ میں چلے جائیں اور پانچ مرتبہ یہ پڑھیں:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلاَئِکَةِ وَالرُّوحِ

سجدے سے سر اٹھانے کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر پھر سجدے میں چلے جائیں اور یہی ذکر مذکور پانچ مرتبہ کریں کیونکہ رسول اکرم (ص) سے ان دو سجدوں کے بارے میں بہت ہی زیادہ فضیلت نقل ہوئی ہے کہ جسے علامہ مجلسیؒ نے بھی بحار الانوار میں نقل کیا ہے۔

اگر وقت باقی ہو تو صحیفہ سجادیہ کی تینتیسویں 33 دعا کو پڑھنا نہ بھولیے گا کیونکہ کل الصید فی جوف الفراء اور وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ یَاذَا الْمُلْكِ الْمُتَاَبِّدِ بِالْخُلُودِ وَالسُّلْطَانِ الْمُمْتَنِعِ بِغَیْرِ جُنُودٍ وَلاَ اَعْوَانٍ وَالْعِزِّ الْبَاقِی عَلیٰ مَرِّ الدُّهُورِ وَخَوَالِی الْاَعْوَامِ وَمَوَاضِی الْاَزْمَانِ وَالْاَیَّامِ عَزَّ سُلْطَانُكَ عِزّاً لاَ حَدَّ لَهُ بِاَوَّلِیَّةٍ وَلاَ مُنْتَهیٰ لَهُ بِآخِرِیَّةٍ وَاسْتَعْلیٰ مُلْکُكَ عُلُوّاً سَقَطَتِ الْاَشْیَاءُ دُونَ بُلُوغِ اَمَدِهِ وَلاَ یَبْلُغُ اَدْنیٰ مَا اسْتَاْثَرْتَ بِهِ مِنْ ذٰلِكَ اَقْصیٰ نَعْتِ النَّاعِتِینَ ضَلَّتْ فِیكَ الصِّفَاتُ وَتَفَسَّخَتْ دُونَكَ النُّعُوتُ وَحَارَتْ فِی کِبْرِیَائِكَ لَطَائِفُ الْاَوْهَامِ کَذٰلِكَ اَنْتَ اللهُ الْاَوَّلُ فِی اَوَّلِیَّتِكَ وَ عَلیٰ ذٰلِكَ اَنْتَ دَائِمٌ لاَ تَزُولُ وَاَنَا الْعَبْدُ الضَّعِیفُ عَمَلاً الْجَسِیمُ اَمَلاً خَرَجَتْ مِنْ یَدَیَّ اَسْبَابُ الْوُصُلاَتِ اِلاَّ مَا وَصَلَهُ رَحْمَتُكَ وَتَقَطَّعَتْ عَنِّی عِصَمُ الْآمَالِ

إِلَّا مَا أَنَا مُعْتَصِمٌ بِهِ مِنْ عَفْوِكَ قَلَّ عِنْدِي مَا أَعْتَدُّ بِهِ مِنْ طَاعَتِكَ وَكَثُرَ عَلَيَّ مَا أَبُوءُ بِهِ مِنْ مَعْصِيَتِكَ وَلَنْ يَضِيقَ عَلَيْكَ عَفْوٌ عَنْ عَبْدِكَ وَإِنْ أَسَاءَ فَاعْفُ عَنِّي اللَّهُمَّ وَقَدْ أَشْرَفَ عَلَى خَفَايَا الْأَعْمَالِ عِلْمُكَ وَانْكَشَفَ كُلُّ مَسْتُورٍ دُونَ خُبْرِكَ وَلَا تَنْطَوِي عَنْكَ دَقَائِقُ الْأُمُورِ وَلَا تَعْزُبُ عَنْكَ غَيِّبَاتُ السَّرَائِرِ وَقَدْ إِسْتَحْوَذَ عَلَيَّ عَدُوُّكَ الَّذِي إِسْتَنْظَرَكَ لِغَوَايَتِي فَأَنْظَرْتَهُ وَاسْتَمْهَلَكَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ لِإِضْلَالِي فَأَمْهَلْتَهُ فَأَوْقَعَنِي وَقَدْ هَرَبْتُ إِلَيْكَ مِنْ صَغَائِرِ ذُنُوبٍ مُوبِقَةٍ وَكَبَائِرِ أَعْمَالٍ مُرْدِيَةٍ حَتَّى إِذَا قَارَفْتُ مَعْصِيَتَكَ وَاسْتَوْجَبْتُ بِسُوءِ سَعْيِي سَخْطَتَكَ فَتَلَ عَنِّي عِذَارَ غَدْرِهِ وَتَلَقَّانِي بِكَلِمَةِ كُفْرِهِ وَتَوَلَّى الْبَرَاءَةَ مِنِّي وَأَدْبَرَ مُوَلِّياً عَنِّي فَأَصْحَرَنِي لِغَضَبِكَ فَرِيداً وَأَخْرَجَنِي إِلَى فِنَاءِ نَقِمَتِكَ طَرِيداً لَا شَفِيعٌ يَشْفَعُ لِي إِلَيْكَ وَلَا خَفِيرٌ يُؤْمِنُنِي عَلَيْكَ وَلَا حِصْنٌ يَحْجُبُنِي عَنْكَ وَلَا مَلَاذٌ أَلْجَأُ إِلَيْهِ مِنْكَ فَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ وَمَحَلُّ الْمُعْتَرِفِ لَكَ فَلَا يَضِيقَنَّ عَنِّي فَضْلُكَ وَلَا يَقْصُرَنَّ عَنِّي عَفْوُكَ وَلَا أَكُنْ أَخْيَبَ عِبَادِكَ التَّائِبِينَ وَلَا أَقْنَطَ وُفُودِكَ الْآمِلِينَ وَاغْفِرْ لِي إِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ .

اَللَّهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَنِي فَتَرَكْتُ وَنَهَيْتَنِي فَرَكِبْتُ وَسَوَّلَ لِيَ الْخَطَاءُ خَاطِرَ السُّوءِ فَفَرَّطْتُ وَلَا أَسْتَشْهِدُ عَلَى صِيَامِي نَهَاراً وَلَا أَسْتَجِيرُ بِتَهَجُّدِي لَيْلاً وَلَا تُثْنِي عَلَيَّ بِإِحْيَائِهَا سُنَّةٌ حَاشَى فُرُوضِكَ الَّتِي مَنْ ضَيَّعَهَا هَلَكَ وَلَسْتُ أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِفَضْلِ نَافِلَةٍ مَعَ كَثِيرِ مَا أَغْفَلْتُ مِنْ وَظَائِفِ فُرُوضِكَ وَتَعَدَّيْتَ عَنْ مَقَامَاتِ حُدُودِكَ إِلَى حُرُمَاتٍ انْتَهَكْتُهَا وَكَبَائِرِ ذُنُوبٍ اجْتَرَحْتُهَا كَانَتْ عَافِيَتُكَ لِي مِنْ فَضَائِحِهَا سِتْراً وَهٰذَا مَقَامُ مَنِ اسْتَحْيَى لِنَفْسِهِ مِنْكَ وَسَخِطَ عَلَيْهَا وَرَضِيَ عَنْكَ فَتَلَقَّاكَ بِنَفْسٍ خَاشِعَةٍ وَرَقَبَةٍ خَاضِعَةٍ وَظَهْرٍ مُثْقَلٍ مِنَ الْخَطَايَا وَاقِفاً بَيْنَ الرَّغْبَةِ إِلَيْكَ وَالرَّهْبَةِ مِنْكَ وَأَنْتَ أَوْلَى مَنْ رَجَاهُ وَأَحَقُّ مَنْ خَشِيَهُ وَاتَّقَاهُ فَأَعْطِنِي يَا رَبِّ مَا رَجَوْتُ وَآمِنِّي مَا حَذِرْتُ وَعُدْ عَلَيَّ بِعَائِدَةِ رَحْمَتِكَ إِنَّكَ أَكْرَمُ الْمَسْئُولِينَ .

اَللَّهُمَّ وَإِذْ سَتَرْتَنِي بِعَفْوِكَ وَتَغَمَّدْتَنِي بِفَضْلِكَ فِي دَارِ الْفَنَاءِ بِحَضْرَةِ

الْأَكْفاءِ فَأَجِرْنِي مِنْ فَضِيحاتِ دارِ الْبَقاءِ عِنْدَ مَواقِفِ الْأَشْهادِ مِنَ الْمَلآئِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالرُّسُلِ الْمُكَرَّمِينَ وَالشُّهَداءِ وَالصّالِحِينَ مِنْ جارٍ كُنْتُ أُكاتِمُهُ سَيِّآتِي وَمِنْ ذِي رَحِمٍ كُنْتُ أَحْتَشِمُ مِنْهُ فِي سَرِيراتِي لَمْ أَثِقْ بِهِمْ رَبِّ فِي السِّتْرِ عَلَيَّ وَ وَثِقْتُ بِكَ رَبِّ فِي الْمَغْفِرَةِ لِي وَأَنْتَ أَوْلىٰ مَنْ وُثِقَ بِهِ وَأَعْطىٰ مَنْ رُغِبَ إِلَيْهِ وَأَرْأَفُ مَنِ اسْتُرْحِمَ فَارْحَمْنِي .

أَللّٰهُمَّ وَأَنْتَ حَدَرْتَنِي ماءً مَهِيناً مِنْ صُلْبٍ مُتَضائِقِ الْعِظامِ حَرِجِ الْمَسالِكِ إِلىٰ رَحِمٍ ضَيِّقَةٍ سَتَرْتَها بِالْحُجُبِ تُصَرِّفُنِي حالاً عَنْ حالٍ حَتّىٰ انْتَهَيْتَ بِي إِلىٰ تَمامِ الصُّورَةِ وَأَثْبَتَّ فِيَّ الْجَوارِحَ كَما نَعَتَّ فِي كِتابِكَ نُطْفَةً ثُمَّ عَلَقَةً ثُمَّ مُضْغَةً ثُمَّ عَظْماً ثُمَّ كَسَوْتَ الْعِظامَ لَحْماً ثُمَّ أَنْشَأْتَنِي خَلْقاً آخَرَ كَما شِئْتَ حَتّىٰ إِذا احْتَجْتُ إِلىٰ رِزْقِكَ وَ لَمْ أَسْتَغْنِ عَنْ غِياثِ فَضْلِكَ جَعَلْتَ لِي قُوتاً مِنْ فَضْلِ طَعامٍ وَشَرابٍ أَجْرَيْتَهُ لِأَمَتِكَ الَّتِي أَسْكَنْتَنِي جَوْفَها وَأَوْدَعْتَنِي قَرارَ رَحِمِها وَلَوْ تَكِلْنِي يا رَبِّ فِي تِلْكَ الْحالاتِ إِلىٰ حَوْلِي أَوْ تَضْطَرُّنِي إِلىٰ قُوَّتِي لَكانَ الْحَوْلُ عَنِّي مُعْتَزِلاً وَ لَكانَتِ الْقُوَّةُ مِنِّي بَعِيدَةً فَغَذَوْتَنِي بِفَضْلِكَ غِذاءَ الْبَرِّ اللَّطِيفِ تَفْعَلُ ذٰلِكَ بِي تَطَوُّلاً عَلَيَّ إِلىٰ غايَتِي هٰذِهِ لا أَعْدَمُ بِرَّكَ وَلا يُبْطِئُ بِي حُسْنُ صَنِيعِكَ وَلا تَتَأَكَّدُ مَعَ ذٰلِكَ ثِقَتِي فَأَتَفَرَّغَ لِما هُوَ أَحْظىٰ لِي عِنْدَكَ قَدْ مَلَكَ الشَّيْطانُ عِنانِي فِي سُوءِ الظَّنِّ وَضَعْفِ الْيَقِينِ فَأَنَا أَشْكُو سُوءَ مُجاوَرَتِهِ لِي وَطاعَةَ نَفْسِي لَهُ وَأَسْتَعْصِمُكَ مِنْ مَلَكَتِهِ وَأَتَضَرَّعُ إِلَيْكَ فِي أَنْ تُسَهِّلَ إِلىٰ رِزْقِي سَبِيلاً فَلَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ ابْتِدائِكَ بِالنِّعَمِ الْجِسامِ وَإِلْهامِكَ الشُّكْرَ عَلَى الْإِحْسانِ وَالْإِنْعامِ فَصَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَهِّلْ عَلَيَّ رِزْقِي وَأَنْ تُقَنِّعَنِي بِتَقْدِيرِكَ لِي وَأَنْ تُرْضِيَنِي بِحِصَّتِي فِيما قَسَمْتَ لِي وَأَنْ تَجْعَلَ ما ذَهَبَ مِنْ جِسْمِي وَعُمْرِي فِي سَبِيلِ طاعَتِكَ إِنَّكَ خَيْرُ الرّازِقِينَ .

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نارٍ تَغَلَّظْتَ بِها عَلىٰ مَنْ عَصاكَ وَتَوَعَّدْتَ بِها مَنْ صَدَفَ عَنْ رِضاكَ وَمِنْ نارٍ نُورُها ظُلْمَةٌ وَهَيِّنُها أَلِيمٌ وَبَعِيدُها قَرِيبٌ وَ

مِنْ نَارٍ يَأْكُلُ بَعْضُهَا بَعْضٌ وَيَصُولُ بَعْضُهَا عَلَىٰ بَعْضٍ وَمِنْ نَارٍ تَذَرُ الْعِظَامَ رَمِيماً وَتَسْقِيْ أَهْلَهَا حَمِيماً وَمِنْ نَارٍ لاتُبْقِيْ عَلَىٰ مَنْ تَضَرَّعَ إِلَيْهَا وَلاتَرْحَمُ مَنِ اسْتَعْطَفَهَا وَلاتَقْدِرُ عَلَى التَّخْفِيْفِ عَمَّنْ خَشَعَ لَهَا وَاسْتَسْلَمَ إِلَيْهَا تَلْقِىْ سُكَّانَهَا بِأَحَرِّ مَا لَدَيْهَا مِنْ أَلِيمِ النَّكَالِ وَشَدِيدِ الْوَبَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَقَارِبِهَا الْفَاغِرَةِ أَفْوَاهُهَا وَحَيَّاتِهَا الصَّالِقَةِ بِأَنْيَابِهَا وَشَرَابِهَا الَّذِيْ يُقَطِّعُ أَمْعَاءَ وَ أَفْئِدَةَ سُكَّانِهَا وَيَنْتَزِعُ قُلُوبَهُمْ وَأَسْتَهْدِيْكَ لِمَا بَاعَدَ مِنْهَا وَأَخَّرَ عَنْهَا

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَجِرْنِيْ مِنْهَا بِفَضْلِ رَحْمَتِكَ وَأَقِلْنِيْ عَثَرَاتِيْ بِحُسْنِ إِقَالَتِكَ وَلاتَخْذُلْنِيْ يَاخَيْرَ الْمُجِيْرِيْنَ إِنَّكَ تَقِي الْكَرِيْهَةَ وَ تُعْطِي الْحَسَنَةَ وَتَفْعَلُ مَاتُرِيْدُ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ إِذَا ذُكِرَ الْأَبْرَارُ وَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ مَا اخْتَلَفَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ صَلَاةً لايَنْقَطِعُ مَدَدُهَا وَلايُحْصىٰ عَدَدُهَا صَلَاةً تَشْحَنُ الْهَوَاءَ وَتَمْلَأُ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَرْضىٰ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بَعْدَ الرِّضَا صَلَاةً لاحَدَّ لَهَا وَلامُنْتَهىٰ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

پس اگر طلوع فجر ہو چکا ہو تو اٹھ کر نافلۂ فجر بجالائے جائیں کہ جن کی بہت ہی اہمیت بیان کی گئی ہے روایت کے الفاظ میں کہ یہ آیت " قرآن والفجر انّ قرآن الفجر کان مشھودا " نافلۂ فجر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

نافلۂ فجر کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ پڑھنی چاہیے .... جیسا کہ پیچھے ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ نماز جعفر کی کیفیت بیان کریں گے لیجیے ملاحظہ فرمائیں!

کیفیت نماز جعفر طیار رض

یہ نماز چار رکعت ہے کہ جنھیں دو، دو کر کے اس ترتیب کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ سورہ حمد اور دوسری سورہ پڑھ لینے کے بعد پندرہ مرتبہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ رکوع میں بھی یہی ذکر کریں

مرتبہ دہرائیں اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی یہی ذکر دس مرتبہ پڑھیں ۔ نیز دونوں سجدوں میں بھی اور دونوں سجدوں سے سر اٹھاتے وقت بھی یہی ذکر مذکور دس ، دس مرتبہ دہرایا جائے

اس کے بعد دوسری رکعت بھی اسی پہلی رکعت کی ترتیب سے بجالائے ۔ تشہد اور سلام وغیرہ سے جب فارغ ہو تو دوسری دو رکعات کو بھی اسی ترتیب کے ساتھ ادا کرے ۔

بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ اذا زلزلت الارض اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ والعادیات پڑھے ۔ تیسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ اذا جاء نصر اللہ اور چوتھی رکعت میں حمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ پڑھی جائے ۔

یاد رہے کہ روایات ائمہ میں نماز جعفر طیار کی بہت ہی فضیلت بیان کی گئی ہے لہذا مومنین کو چاہیے کہ فارغ اوقات اور خصوصاً جمعہ کے دن اس نماز سے غافل نہ رہیں ۔

آخر میں امید ہے کہ یہ مختصر سا کتابچہ شب زندہ داروں یعنی نماز تہجد کے شیدائی حضرات کیلئے مفید ثابت ہوگا (نیز درد دل رکھنے والوں کے لیے ایک روحانی معالج کی حیثیت دکھائی دے گا) اور مصنف و مترجم کو بھی ان کے فیوضات سے کچھ نصیب ہوگا کیونکہ ؎ وللارض من کاس الکرام نصیب ۔

والحمد للہ اوّلاً و آخراً وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین ۔

مصنف :
العبد المفتاق الی اللہ
السید احمد فہری

مترجم :
احقر الناس
اظہر حسن شاکری حوزہ علمیہ قم
۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۵ ھ ق ۔ بروز منگل
۱۱ جون ۱۹۸۵ء ۔

خدایا خدایا تا انقلاب مہدی خمینی را نگہدار ۔